سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار۔ تمام مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں رجسٹرڈ نمبر ۹۷

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک ارشاد پر حضرت اولوالعزم صاحبزادہ صاحب میرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر مصلح موعود خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی سرپرستی میں زندہ ہوا۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کیحالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو بدلے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

بیا در بزم مستان تا بہ بینی عالمی دیگر ۔ بہشتی دیگر و ابلیسی دیگر آدمی دیگر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی۔ عوام سے صرف خاص سے عہ ہندوستان سے باہر سے غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے

جلد (۱۸) | مورخہ ۲۸ جون و ۷ جولائی مطابق ۳/۱۲ شعبان ۱۳۳۲ ہجری نبوی صلعم | نمبر (۲۴/۲۵)

الحکم کے فائلوں کی رعایتی قیمت کا اعلان

(۷ جولائی ۱۹۱۴ء سے لیکر ۷ - اکتوبر ۱۹۱۴ء تک)

الحکم کے دوبارہ اجراء سے بہت سی مالی مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے بورڈ آف ٹرسٹیز نے تو آجتک روپیہ قرض لیکر اخبار جاری رکھا ہے اور کسی حد تک بعض سرپرستان الحکم نے بھی بورڈ مذکور کو مدد دی ہے۔ مگر یہ مدد موجودہ ضروریات کو پورا کرنیکے لئے ناکافی ہے ایسی حالت میں ہمارے بعض مہربان بجائے مدد دینے کے الحکم کے وی پی وصول کرنیسے انکار کرتے ہیں اور کارخانہ کو اور ضعف پہنچاتے ہیں اس بوجھ کو اور بھی ہلکا کرنیکے لئے ہمنے مناسب سمجھا ہے کہ الحکم کے گذشتہ سالوں کے فائلوں کی قیمت میں رعایت کر دیجائے چنانچہ ۱۹۰۳ء لیکر ۱۹۰۸ء تک کے چھ سالوں کے فائل بجائے ساٹھ روپے کے صرف چالیس روپے میں دیئے جائیں گے

۱۹۰۹ء سے لیکر ۱۹۱۳ء تک پانچ سالوں کے فائل جو خلافت اول کے زمانہ میں لکھے گئے ہیں بتیس روپے پر دیئے جائیں گے

اور ۱۹۰۳ء سے پہلے کے فائل جنکی کاپیاں بالکل تھوڑی تعداد میں موجود ہیں اور جو بالکل نایاب ہیں۔ ان میں سے ہر ایک فائل پندرہ روپیہ پر دیا جائیگا۔

جو لوگ الحکم کی لائف سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ سلسلہ احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار ہے جسکو سلسلہ کی خدمت کرتے آج اٹھارہ سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ فائل کوئی آجکل کے اخباروں کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ انکا ایک ایک صفحہ بیش بہا خزانوں سے پر ہے اور یہ تمام فائل سلسلہ کی ایک مکمل تاریخ ہیں۔

ان کے مطالعہ سے انسان آج بھی ایسا ہی فایدہ حاصل کر سکتا ہے جیسا کہ آج سے کئی سال پیشتر فایدہ اٹھا سکتا تھا۔ اگر ہمارے دوست فائلوں کی خریداری کیطرف متوجہ ہوں تو ایک تو اُن کو تھوڑی قیمت میں قیمتی خزانہ مل جائے گا۔ اور دوسرا الحکم کی موجودہ مالی مشکلات میں ایک مدد ہو جائے گی۔

(مینیجر)

سید حامد شاہ صاحب کی نظم کے متعلق ایک ضروری اعلان

۲۸۔ فروری ۱۹۱۴ء کے الحکم میں ہم نے حضرت سید میر حامد شاہ صاحب کی ایک نظم کے متعلق اعلان کیا تھا جو انہوں نے ایک رویاء صالحہ کی بنا پر الحکم کی اعانت کیلئے ہمارے پاس بھیجی تھی اور جسکے متعلق اسی رویاء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو حکم دیا کہ الحکم کو دیدو وہ اس کو چھاپے اور اسکی قیمت ساٹھ روپیہ رکھے افسوس حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی وفات حسرت آیات اور دیگر قومی کشمکش نے ہمیں فرصت نہ دی کہ ہم اس کام کو بہت جلد پورا کر کے اپنے دوستوں کی خدمت میں وہ عجیب نظم پیش کریں آج ہم اپنے بھائیوں کو مطلع کرتے ہیں کہ نظم عنقریب نہایت عمدہ کاغذ پر شایع ہونیوالی ہے خریداری کی درخواستیں مینیجر الحکم کے پاس فوراً آجانی چاہئیں۔ الحکم کا انتظام ایک بورڈ کے سپرد ہو چکا ہے اور اس نظم کو سات روپے پر خریدنا الحکم کی ایک طرح سے اعانت کرنا ہے۔ امید ہے اگر ہمارے دوست اس کار خیر میں حصہ لینگے تو الحکم کی آئندہ کی مشکلات کا سوال ایک حد تک حل ہو جائیگا اور بورڈ مذکور کو بھی اسکی کاپیاں کرنیمیں بہت آسانی ہو جائے گی +

الوار احمدیہ پریس قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شایع ہوا۔

اخبار عالم

انڈیا کونسل بل، (لنڈن ۲۹ جون) ٹائمز لکھتا ہے۔ گو اسے ہندوستان کی نسبت گورنمنٹ کی عام پالیسی سے کوئی اختلاف نہیں تاہم اسے ہمدردی ہے۔ کہ انڈیا کونسل کے متعلق نیا مسودہ نامنظور کر دیا جائیگا۔ مسودہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سکرٹری آف سٹیٹ کو وائسرائے ہال سے اپنی ذمہ داری پر حکومت ہند شوق چرایا ہے ٹائمز ہندوستانی ممبران کونسل کے انتخاب پر بھی معترض ہے جسے وہ کونسل کے اصول کے خلاف ظاہر کرتا ہے۔

ممالک متحدہ میں قحط:۔ ممالک متحدہ آگرہ اودھ کی رپورٹ قحط ہفتہ مختمہ ۲۰ جون سے منکشف ہوتا ہے کہ اکثر اضلاع میں خفیف بارش ہوئی۔ مزید باران رحمت کی اشد ضرورت ہے قحط زدہ رقبہ میں تکلیف بڑھ گئی ہے۔ مویشی زیادہ تلف ہو رہے ہیں۔ برسات کے آغاز میں توقف سے بھی لوگ مشوش ہو رہے ہیں اجناس کا نرخ فی روپیہ نو سے تیرہ سیر تک ہے۔

وائسرائے کی توسیع معیاد:۔ آنریبل سر فضل بھائی کریم بھائی ٹائمز آف انڈیا بمبئی کو لکھتے ہیں کہ سٹیٹسمین میری نسبت تحریر کرتا ہے کہ وائسرے کی توسیع معیاد کا خیال کسی نے تجھے سمجھایا ہے اور یہ کہ آنریبل سید علی امام نے اسکی نسبت مجھے ایما کیا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

پولیس کا امتحان:۔ سنٹرل پولس ٹریننگ سکول ناسک کا جو آخری امتحان ماہ جون میں کیا گیا۔ اس کا نتیجہ نکل آیا۔ ۹۰ امیدواروں میں سے ۲۹ مسلمان امیدوار کامیاب ہوئے۔

نہایت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے دوست میاں محمد رفیع خان بھی کامیاب ہو گئے ہیں۔

بنگال میں ڈاکہ زنیاں:۔ بنگال سے پھر ڈاکہ زنی کی خبریں آنے لگی ہیں۔ اس قسم کے ایک مقدمہ کی سماعت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوگلی کی عدالت میں ہو رہی ہے۔ لوٹیروں نے ایک عورت اور تاراپد نامی ایک لڑکے کو مار ڈالا تھا۔ ۲۵ جون کا تار کلکتہ سے مظہر ہے کہ اضلاع باتر گنج اور مرشد آباد میں دو ڈاکے پڑے ہیں۔ مسلمان ڈاکوؤں نے مسلمان کے گھر پر دھاوا مارا۔ اور چار ہزار روپیہ کے قریب مال لیگئے۔ مرنا پور میں بھی ایک ہندو کے گھر پر ڈاکہ پڑا تھا۔

جدا گانہ وائسرائے کا نام:۔ ڈیلی میل لکھتا ہے کہ ولایت میں اہل کمیٹی کی موجودگی میں جدید وائسرائے ہند کا سوال پھر پیدا ہو گیا ہے۔ نیز یہی اخبار لکھتا ہے کہ لنڈن کے بااثر حلقوں میں لارڈ کچنر کے بطور وائسرائے ہند مقرر ہونے پر سب متفق الرائے ہیں۔

اخبار ملیٹنڈ لاہور کے دونوں اپیل چیف کورٹ پنجاب نے نامنظور کر کے ۱۲ ہزار روپے کی رقم ضمانت ضبط شدہ کو واپس دلانے اور مطبع کو واگذار کرنے سے انکار کر دیا

پنجاب یونیورسٹی کے امتحانِ انٹرنس میں اس سال ۶۶ فیصدی طلباء ناکام اور صرف ۳۳ فیصدی پاس ہوئے۔

کیمبرج یونیورسٹی کے ریاضی کے اعلیٰ امتحان میں اس سال پنجاب کے دو مسلمان نے بڑا نام پایا۔ لاہور کے مسٹر محمد حسین۔ قاضی زینگلر کے امتحان میں اور قصور کے مسٹر محمد علی اوپٹائم کے امتحان میں اعلیٰ نمبروں کے ساتھ کامیاب ہوئے۔

بانکی پور (صوبہ بہار) میں عورتوں کی تعلیم کیلئے ایک کالج بنانے کی زبردست تحریک ہو رہی ہے یہ بھی خیال ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس مجوزہ کالج کو عورتوں کیلئے یونیورسٹی بنا دیا جائے

آتشزدگی سے ۱ کروڑ کا نقصان:۔ امریکہ کا شہر سلیم آتشزدگی سے جل گیا۔ دس ہزار آدمی بے گھر ہو گئے ۵۰ جلے ہوئے آدمیوں کا ہسپتال میں علاج ہو رہا ہے نقصان کا اندازہ چھ کروڑ روپے کا کیا جاتا ہے۔

البانیا کے شہروں پر ترکی جھنڈا:۔ باغیوں نے جن جن شہروں اور قصبات پر قبضہ کر لیا ہے اُنپر ترکی علم کھڑا کر دیا ہے +

ترکی و یونان:۔ یونان نے ترکی کی یہ تجویز منظور کر لی۔ کہ جتنے یونانی اب تک ساحل ایشیاء کوچک پر مقیم ہیں۔ ان کو انکی زمینیں پھیر دیدی جائیں اور کچھ ہرجانہ بھی دیدیا جائے اور ترکی کے علاقہ سے جسقدر یونانی نکل گئے ہیں ان کی زمین ان مسلمانوں کو دیدیجائے جو مقدونیہ سے ترکی میں آگئے ہیں اور مقدونیہ کے مسلمانوں کی زمین تبادلہ کر کے ان یونانیوں کو دیدیجاوے۔

ریلوے کی آمدنی یکم اپریل سے ۱۳ جون تک ہندوستان کی ریلوں کی آمدنی سالگذشتہ کے اسی قدر عرصہ کی آمدنی سے بقدر ۲۱ لاکھ روپیہ زاید تھی۔

جداگانہ انتخاب ممبران کونسل:۔ برہمو کے آرمینوں۔ یہودیوں اور پارسیوں کی درخواست دربارہ جداگانہ انتخاب گورنمنٹ برہما نے نامنظور کر دی۔

بیرسٹری میں کامیابی:۔ آمدہ تازہ ولایتی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ بیرسٹری کے آخری امتحان میں تقریباً ۱۷ مسلمان کامیاب ہوئے ہیں۔

ایک برہمن نے اپنی والدہ اور بہو کو قتل کر دیا:۔ ہمعصر رہبر مرآباد اپنی تازہ اشاعت میں خبر دیتا ہے کہ ایک برہمن نے گذشتہ دنوں اپنی والدہ اور بیٹے کی بدھوا استری کو چاقو سے ہلاک کر دیا قتل کیوجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ بدھوا لڑکی اپنے میکے میں جانا چاہتی تھی۔ مگر خسر اُسے میکے بھیجنے کے خلاف تھا۔

آنریبل جسٹس شاہدین کی صاحبزادی:۔ پنجاب میں اول، یہ خبر نہایت مسرت و اطمینان سے پڑھی جائیگی کہ آنریبل جسٹس شاہدین صاحب کی صاحبزادی امسال امتحان انٹرنس کے انگریزی مضمون میں پنجاب کے تمام لڑکے اور لڑکیوں میں سے اول نمبر پر کامیاب ہوئی ہیں ہم اس کامیابی پر تہ دل سے آنریبل میاں صاحب موصوف کو دلی مبارکباد دیتے ہیں +

مولوی ظفر علی خان لنڈن میں اخبار جاری کریں:۔ منرز ہمعصر میونسپل گزٹ لاہور رقمطراز ہے کہ مولوی ظفر علیخان صاحب جو قریباً ایک سال کے عرصہ سے لنڈن میں مقیم ہیں۔ اور پریس ایکٹ کے خلاف کوشش بلیغ کرنے میں اپنی نظیر آپ ثابت ہوئے ہیں۔ کیوں نہ وہاں پر ایک ہفتہ وار اخبار جاری فرمادیں۔ کیونکہ آپ لنڈن میں ہندوستانیوں کا ایک ہفتہ وار اخبار نہایت کامیابی سے چلا سکتے ہیں ہمعصر "زمیندار" نے بھی اس تحریک کی پرزور تائید کی ہے اسلئے امید کرنی چاہیئے کہ شاید مسٹر ظفر علی خان لنڈن میں ایک اخبار نکالنے میں کامیاب ہو جائیں

ہندوستان کی پیداوار پٹنہ:۔ (لنڈن ۲۹ جون) لارڈ کچنر آج صبح گرم ممالک کی بین الاقوامی زرعی کانفرنس کے پریزیڈنٹ بنے فیڈریشن پٹنہ کے سکرٹری نے کہا کہ صرف ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں سے موجودہ نسل خام روئی کی زاید پیداوار کی متوقع ہو سکتی ہے تاکہ روز افزون ضروریات پوری ہو سکیں۔

لارڈ منٹو کا بت آگیا:۔ کلکتہ میں لارڈ منٹو کا بت آگیا ہے اور وہ بندرگاہ کے گودام میں رکھا ہوا ہے ابھی یہ قرار نہیں پایا کہ یہ بت کب استادہ کیا جائیگا۔ مختلف ۳۰ حصوں میں یہ بت صندوقوں میں بند کیا گیا تھا۔

ولیعہد کی ہلاکت کا رنج:۔ لنڈن ۲۹ جون) جب قیصر اسٹریا کو ولیعہد کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو وہ چلا اُٹھا کہ اوہ یہ نہایت ہولناک ہے۔ میرا کوئی عزیز بھی زندہ نہ رہا۔ ہز میجسٹی کو سخت صدمہ پہونچا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کیطرف سے وظیفہ:۔ سائنس کے مزید مطالعہ و تحقیقات کیلئے ایک یا دو بیرونی ممالک کے یکسالہ وظیفہ کیلئے سائنس کے گریجویٹوں سے درخواستیں طلب کیگئی ہیں جو یکم ستمبر ۱۹۱۴ء تک لیجا ٹینگی امید ہے کہ امیدوار ریسرچ کا کام کہاں شروع کریگا اور کیا طریقہ اختیار کریگا۔

93

الحکم قادیان دارالامان

(مؤرخہ ۲۸ جون و ۷ جولائی ۱۹۱۴ء)

تعلقات معلّم و متعلّم

تھے وہ بھی کہ خدمت استاد کے عوض
دل چاہتا تھا ھدیۂ دل پیش کیجئے
بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ بل پیش کیجئے
(اقبال)

جن لوگوں نے تاریخ اسلام کو سرسری نظر سے بھی مطالعہ کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ قدیم اہل اسلام کی عادات رسومات نہایت سیدھی سادھی تھیں۔ ان کے حالات کوئی گہرا رنگ ما ئتھا لوجی کے رنگ میں رنگیں ہیں۔ بلکہ وہ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتے ہیں جنکو اپنے تو کیا غیر بھی بسروچشم قبول کرتے ہیں کسی اسلامی تاریخ کے تمدنی حصہ کو پڑھ جاؤ پس یہی خیال پیدا ہوگا کہ کاش ہم ایسے مقدس مسلمانوں کی زیارت ہی کر لیتے خصوصاً جب ہم اس وقت کے طلباء اور ان کے استادوں کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو بے اختیار زبان پر آفرین کے کلمات جاری ہوتے ہیں۔ ایک شاگرد اپنے استاد کی اتنی خدمت کرتا تھا کہ دیسی خدمت آجکل کے زرخرید غلام بھی نہیں کر سکتے اگر استاد نے سخت سے سخت کام کرنیکا حکم دیا ہے تو شاگرد کی کیا مجال کہ اپنی تکالیف کو پیش کرتے ہوئے کسی قسم کی چون وچرا کرے۔ شدت گرمی ہو یا سردی رات ہو یا دن استاد کا حکم ماننا اور اس کو خوش رکھنا خدا کو خوش کرنا خیال کیا جاتا تھا۔ اگر اس وقت کے طلبا کی حالت کا زمانہ حال کے طلباء کی حالت سے مقابلہ کرو۔ تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئے اور زمانہ قدیم کے حقیقی اور سچے واقعات پڑھکر ایسا معلوم ہو کہ شاید وہ بناوٹی قصے ہیں۔ آخر اس میں کیا سر ہے کیا وجہ ہو کہ آجکل کے طلباء اپنے استادوں کی اتنی عزت نہیں کرتے جتنی کہ پہلے زمانہ میں کیجاتی تھی۔ کیا سبب کہ استاد کو لڑکے سے اور لڑکے کو استاد سے وہ محبت نہیں ہوتی جو ایک وقت پائی جاتی تھی۔ سچ پوچھو تو اسکی ایک ہی وجہ ہو وہ یہ کہ اسوقت کے استاد ایک زندہ اور نیک نمونہ تھے وہ اپنے لڑکوں پر اپنے اخلاق اپنے اتقا کا اثر ڈالتے تھے نہ کہ بے جا رعب اور ڈنڈے سے کام لیتے تھے۔ وہ اپنے شاگردوں کو اپنے بچوں کیطرح عزیز جانتے تھے ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے اور انکی چھوٹی غلطیوں پر چشم پوشی سے کام لیتے پڑھاتے وقت کسی دنیوی لالچ کو مدنظر نہیں رکھتے تھے بلکہ اللہ تعالےٰ کے لئے پڑھاتے تھے وہ اپنے شاگردوں کو ٹکوں کیخاطر نہیں پڑھاتے تھے بلکہ انکی دلی خواہش ہوتی تھی کہ ہمارے شاگرد ہمارے دنیا سے رخصت ہو جانیکے بعد ایک نمونہ ہوں تاکہ لوگ انکی پاکیزگی اور طہارت کو دیکھکر ہمیں یاد کریں اور ہمارے حق میں دعائے خیر کریں۔ اور اپنے اندر ایک سچا درد رکھتے تھے اگر وہ ایک طرف ان کو پڑھاتے۔ تو دوسری طرف ان کے لئے اپنے مولیٰ کے حضور دعا بھی کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے ارشادات ان کے شاگردوں کے دلوں پر بجلی کیطرح اثر کرتے تھے اور یہی سبب تھا کہ وہ شاگرد اپنے استادوں پر مال وجان قربان کرنیکے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے

آجکل کے اُستاد اور طلباء

اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ استاد اور شاگرد کا تعلق ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ اور بیٹے کا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ باپ تو بیچارہ اپنے بیٹے کو پالتا اور اسکی ضروریات کا خیال رکھتا ہے لیکن استاد کے ذمہ لڑکے کا وہ کام ہوتا ہے جو اسکی آئندہ زندگی پر بڑا اثر ڈالتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ آئندہ زندگی کا درست یا خراب کرنا استاد کی کارروائی پر ہی منحصر ہے۔ دن کا بہترین حصہ لڑکے نے استاد کی خدمت میں گذارنا ہوتا ہے اس عرصہ میں استاد کی جن حرکات کا اسے مشاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کا اثر لازمی طور لڑکے کے سمادات وچال چلن پر پڑتا ہے۔ استاد کی ذمہ داریاں بہت نازک ہیں۔ اسکے ہاتھ میں ایک قوم کے آئندہ نسلوں کی باگ ہوتی ہے اسکے نمونہ کا اثر ان تمام لڑکوں کی حالت پر پڑیگا۔ جو اس سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مگر افسوس آجکل عام طور پر اس نہایت ہی ضروری ذمہ داری کا کم خیال کیا جاتا ہے اور جو رسول ہیں استاد مقرر کرتے وقت اس کے چال چلن کی چنداں پرواہ نہیں کیجاتی۔ اسکولوں اور کالجوں میں آئے دن جو بدمعاشیاں ہوتی ہیں ان میں بعض کیسز ایسے بھی سننے میں آتے ہیں۔ جنمیں خود استاد لوگ ہی ملزم ہوتے ہیں۔ پس جن سکولوں اور کالجوں میں ٹیچروں اور پروفیسروں کی ہی یہ حالت ہو تو آئندہ طلباء کا تو خدا حافظ۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پھر طلباء کی کیسی حالت ہوگی۔ پھر غضب یہ ہے کہ اگر کسی ٹیچر یا پروفیسر کے بدچلن ہونیکا کوئی ثبوت مل بھی جائے تو بعض اسکول یا کالج کی نیکنامی کو برقرار رکھنے کیلئے ایسی بدمعاشی پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور اس گندے مواد کو اندر ہی اندر رہنے دیا جاتا ہے کیسی ظالم ہے وہ انسٹی ٹیوشن جو ملک یا قوم کے معصوم بچوں کو ایسے استادوں کے حوالے کرتی ہے جنکے چال چلن نہایت خطرناک ہوں والدین کا اپنے بچوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دینا بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ ایسے استادوں کے پاس اپنے لڑکوں کو بھیجیں

وجوہات

کیا یہ مسئلہ تعلیم کا جزو اعظم نہیں ہے؟ پھر نا معلوم اس بارے میں کیوں اس قدر غفلت سے کام لیا جاتا ہے لڑکے تو عام طور پر اگر اکٹھے مل بیٹھیں تو کوئی نہ کوئی شرارت کی بات سوچتے ہی رہیں گے۔ اسی طرح اگر کالج کے چند لڑکے اکٹھے بیٹھینگے تو مخول بازی کی باتوں سے دل بہلاتے رہتے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے گندے خیالات سے گذر کر گندے کاموں کی نوبت آجاتی ہے اور پھر وہ بیماریاں اور بدیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو تمام دنیا جانتی ہے جنکے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں پھر دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ بعض استاد نوجوان ہوتے ہیں اور ان کا چال چلن خراب ہوتا ہے۔ لڑکوں کو دیکھکر وہ اپنے جذبات پر پورا قبضہ نہیں رکھ سکتے۔ جسکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ انکی طرف سے نرمی اور تلطف کے آثار ہوتے ہیں لڑکے کو اسکی غلطی پر بھی تنبیہ نہیں کرتے بلکہ مخول میں بھی اڑا دیتے ہیں۔ لڑکے جب استاد کی طرف سے اس قسم کی بے پروائی دیکھتے ہیں تو وہ اور بھی دلیر ہو جاتے ہیں اور اسکول ٹائم کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی استاد کے فیورٹ بننے کیلئے آمد و رفت کا سلسلہ جاری کرتے ہیں پھر آہستہ آہستہ تعلق بڑھا کر بے تکلفی پیدا کر لیتے ہیں اور آخر انجام بد یہ ہے یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ بلکہ ہمنے اپنی آنکھوں سے یہ واقعات دیکھے ہیں اور خود ان استادوں کو دیکھا

جو اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں اور جنکے مکان پر لڑکے رقعہ فوقتاً دیکھے جاتے ہیں

علاج

چند وجوہ بیان کرنے کے بعد اب ہم اس کے تدارک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بعض تجربہ کار بزرگ اصحاب کی رائے ہے کہ استاد کو اپنے شاگردوں سے آجکل اتنا تعلق ہرگز نہیں رکھنا چاہیئے کہ وہ کسی رنگ میں اس سے بے تکلف ہو جائے۔ کیونکہ حد درجہ کی نرمی سے برتاؤ کرنیسے ان کی جرأت بڑھ جاتی ہے۔ اور استاد کے رعب اور سلف رسپکٹ میں فرق آتا ہے جو علاوہ اسکے ذاتی نقصان کے اس کے فرض منصبی یعنی کاروبار تعلیم میں بھی ایک روک کا موجب ہوتا ہے۔ سکول ٹائم میں متانت اور شرافت سے لڑکوں کو پڑھا دینا اور دوسرے اوقات میں اخوت اسلامی کو مدنظر رکھکر احسن سلوک سے پیش آنا ایک ایسا اصول ہے جو نہایت ہی مفید اور بابرکت ہے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ حتی الوسع کسی لڑکے کو اپنے گھر پر نہ آنے دے کیونکہ اسکول میں تو لڑکے پر پورا رعب ہوتا ہے لیکن وہ جب گھر آتا ہے تو یہ اس خیال سے کہ لڑکا گھر پر چلا آیا ہے انسان کی طبیعت نرم ہو جاتی ہے اور لڑکا اس نرمی سے بیجا فایدہ اٹھاتا ہے۔

پھر بعض وقت پڑھاتے پڑھاتے کوئی مقام ایسا بھی آجاتا ہے کہ وہاں استاد خوش طبعی سے کام لیتا ہے۔ مگر اسوقت بھی احتیاط کی ضرورت ہے لڑکوں کو بیشک اس وقت اس مقام سے پوری خوشی اور بشاشت حاصل کرنے کا موقعہ دینا چاہیئے مگر وہ بھی ایک خاص حد تک ہو۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ استاد کو لڑکوں کیساتھ کھیلنا یا سیر کیلئے جانا پڑتا ہے وہاں بھی سلف رسپکٹ اور متانت کے اصول کو بھولنا نہیں چاہیئے لڑکے یہی سمجھیں کہ ہمارا باپ یا ہمارا بڑا بھائی ہمارے ساتھ ساتھ جا رہا ہے۔

پھر لڑکوں کی ان بدیوں کو روکنے کیلئے جو وہ ایک دوسرے کی صحبت سے متاثر ہو کر کرتے ہیں یہ ضروری ہے کہ بڑی جماعت کے لڑکوں کو + + + + + + یا ایک ہی جماعت کے بعض دو لڑکوں کو جنکی حالت مشتبہ ہو پرائیویٹ گفتگو نشست و برخاست کا موقعہ نہ دیا جائے اسکا انتظام اسکول بورڈنگس کے سپرنٹنڈنٹ صاحبان ہی اچھی طرح کر سکتے ہیں انکے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو بوجہ قلت گنجائش لکھی نہیں جا سکتیں۔ اگر مذکورہ بالا اصولوں پر ہی عمل درآمد ہو تو استادوں اور شاگردوں کے باہمی تعلقات کی بہت حد تک اصلاح ہو سکتی ہے اور یہی چند اصول ہیں جنپر کاربند ہونے سے ان بدیوں کو دور کیا جا سکتا ہے جنکی آواز بد آئے دن سکول اور کالج کے حلقوں سے سنی جاتی ہے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کیوں قائم کیا گیا؟

قابل توجہ بزرگان ملت و ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام

ہر چیز دنیا میں کسی خاص مطلب کیلئے پیدا کی گئی ہے جب تک وہ چیز اپنے اصل مطلب کو پورا کرتی رہتی ہے تب تک تو مفید اور بابرکت ہوتی ہے۔ لیکن جونہی کہ وہ اپنے اصلی فایدہ سے لوگوں کو مستفید کرنے سے رد جاتی ہے اسی وقت وہ بے سود ہو جاتی ہے دنیا میں سینکڑوں کارخانے جاری ہیں ہر ایک کارخانہ کسی خاص مطلب کو پورا کرنیکے لئے قایم کیا گیا ہے۔ اس کارخانہ میں اسی وقت تک برکت باقی ہے۔ جبتک وہ ایمانداری اور دیانتداری کی بنا پر اپنے مقصد کو پورا کرنیکے لئے کام کرتا رہے۔ جونہی اس مقصد کو نظر انداز کیا جائیگا وہ کارخانہ بھی اسکے ساتھ ہی نیست و نابود ہو جائیگا وہ لوگ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت اقدس نے کس مقصد کے حاصل کرنے کیلئے ہائی سکول کی بنیاد رکھی تھی اور وہ اس مدرسہ میں کس قسم کے آدمی پیدا کرنے چاہتے تھے مگر جب ہم گزشتہ چھ سات سال کی ہسٹری پر نظر ڈالتے ہیں تو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ماسٹر صدرالدین صاحب نے عمداً اس مقصد کو پورا کرنیکے لئے ہر گز ہر گز کوشش نہیں کی۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت کیلئے ہی دنیا میں آئے تھے اسلام تو مردہ ہو چکا تھا۔ آپنے اپنا زندہ نمونہ پیش کر کے اس کو زندہ کرنا تھا جیسا کہ آپ نے کیا۔ اگر آپ نے اسلام کی خوبیاں بیان کیں تو اس میں بھی اپنے آپکو بطور نمونہ کے پیش کیا۔ اگر آپ نے قرآن کو ایک اعلیٰ ارفع اور مکمل کتاب ثابت کرنا چاہا تو رسول کریم کی لائف کو پیش کیا اور اپنے زندہ نمونہ سے ثابت کیا کہ دیکھو ایک ایسی اکمل کتاب ہے کہ جسکی تعلیم نے مجھے خدا تک پہنچا دیا غرضیکہ اسلام کے ہر حصہ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے اپنے دعاوی کو پیش کیا اور جہاں کہیں آپ کو لیکچر دینے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ہی آپنے اسی دستور العمل کو مدنظر رکھا۔ مگر ہمارے لایق ہیڈ ماسٹر بجائے اسکے کہ لڑکوں کو حضرت اقدس کے دعاوی کے متعلق کچھ سمجھاتے اور ان کو عظیم الشان مقابلہ کیلئے تیار کرتے جو عام طور پر احمدی ہاں حقیقی احمدیوں کو قادیان سے باہر نکلکر پیش آیا کرتا ہے لیکن آخر تو احمدیت کی اہمیت پر ہی لیکچر دینا چاہیئے تھا اور کبھی بھولے سے بھی حضرت اقدس کے دعاوی پر لیکچر نہ دیا اگرچہ اس وقت ہم اس طرز عمل کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے مگر آج ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب ایسا کر ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ اگر ان کو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ایمان ہوتا یا اگر وہ خود یہ سمجھتے کہ نجات کیلئے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری ہے تو وہ ضرور اپنے لڑکوں کو تلقین کرتے مگر جب وہ خود ہی اس پر ایمان نہیں رکھتے تھے جیسا کہ اب واقعات نے ظاہر کر دیا ہے تو وہ اوروں کو کیا سمجھا سکتے تھے ہاں ایک بات پر آپ نے بہت زور دیا وہ یہ تھی کہ جب کبھی آپ کسی لیکچر سے واپس آتے تو غیر احمدی مسلمانوں کی جو بموجب حدیث کے ہی جاہل ہیں۔ اپنے شاگردوں اور دوسرے دوستوں کے مجمع میں اتنی تعریف کرتے کہ گویا ہماری جماعت میں ویسا لایق اور قرآن دان ہے ہی نہیں۔ بجائے اسکے کہ وہ اپنی جماعت کے پاک نفس اصحاب کے نمونہ کو پیش کر کے یہ کہتے کہ دیکھو ہمارا فلاں بزرگ خدا کے فضل سے کیسا قرآن دان متقی اور پرہیزگار ہے آپ ایڈیٹر الہلال کی قرآن دانی اور شاہ سلیمان قاری کے مبالغہ سے کام لیتے حالانکہ ان لوگوں نے مسیح موعود کو نہ پہچاننے کی وجہ سے علی رنگ میں اپنی جہالت اور یہودیت پر مہر لگا دی ہے۔ پھر اگر کسی سکول کے لڑکوں کا نمونہ پیش کیا تو علیگڈھ کالج اور سکول کے لڑکوں کا جنمیں سے ۹۹ فیصدی لامذہب ہوتے ہیں اور جو فیشن کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ یہ انہی حرکتوں کا ہی نتیجہ تھا کہ جب انہوں نے خدا کے مامور کی

94

ہمیت کو نیست و نابود کرنا چاہا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو قادیان کی پاک زمین سے نکال دیا فاعتبروا یا اولی الابصار خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط۔ جو کچھ ہوا ہو چکا اب ایسی حال نہیں ہو سکتا۔ اگر آجتک قوم خواب خرگوش میں ہی ہے۔ اگر آجتک ہمارے دوست حد سے زیادہ حسن ظنی سے کام لیکر اپنی آنکھوں میں دوست نما دشمنوں کے ہاتھ سے مٹی ڈلوا کر اندھے رہے۔ اور مدرسہ تعلیم الاسلام سے وہ کام نہیں لیتے رہے جو حضرت اقدس لینا چاہتے تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ آئندہ بھی ایسا ہو آج اگر قوم بیدار ہو گئی ہے اور اس قابل ہو گئی ہے کہ حقیقی دوست و دشمن میں تمیز کر سکے تو خدا کا احسان ہے۔ صبح کا بھولا اگر شام کو واپس آجائے تو اس کو بھولا نہ جانو۔ اگر ہم پچھلے سال تک کچھ نہیں کر سکے تو چاہیئے کہ ہم آئندہ کیلئے مشیار ہو جائیں اور پچھلی کمی بھی پوری کر لیں۔ اس کمی کو پورا کرنیکے لئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے دوستوں کو خصوصاً اپنے بزرگ مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے (علیگ) ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کو حضرت اقدس کی اس نئی پہلی تحریر کیطرف متوجہ کریں جو آپنے ۱۸۹۶ء کے ۸ اکتوبر کے الحکم میں شایع کرائی تھی جبکہ قوم کا خادم الحکم امرتسر سے جاری تھا۔ اور جس تحریر میں کہ آپنے صاف طور پر اس غرض کو بیان فرمایا ہے کہ جسکے پورا کرنے کے لئے آپ ایک ہائی سکول قایم کرنا چاہتے تھے۔

فرمایا:۔ اگرچہ ہم دن رات اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ لوگ اس سچے معبود پر ایمان لاویں جس پر ایمان لانے سے ایمان ملتا اور نجات حاصل ہوتی ہے لیکن اس مقصد تک پہونچانیکے لئے علاوہ ان طریقوں کے جو استعمال کئے جاتے ہیں ایک اور طریق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مدرسہ قایم ہو کر بچوں کی تعلیم میں ایسی کتابیں ضروری طور پر لازمی ٹھہرائی جاویں جنکے پڑھنے سے ان کو پتہ لگے کہ اسلام کیا شے ہے اور کیا کیا خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور جن لوگوں نے اسلام پر حملے کئے ہیں وہ حملے کیسے خیانت اور جھوٹ اور بے ایمانی سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ کتابیں نہایت سہل اور آسان عبارتوں میں تالیف ہوں اور تین حصوں پر مشتمل ہوں **پہلا حصہ** ان اعتراضات کے جواب میں ہو جو عیسائیوں اور آریوں نے اپنی نادانی سے قرآن اور اسلام اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں اور **دوسرا حصہ** اسلام کی خوبیوں اور اسکی کامل تعلیم اور اس کے ثبوت میں ہو اور **تیسرا حصہ** ان مذاہب باطلہ کے بطلان کے بیان میں ہو جو مخالف اسلام ہیں۔ اور اعتراضات کا حصہ صرف سوال اور جواب کے طور پر ہو تا بچے آسانی سے اس کو سمجھ سکیں اور بعض مقامات میں نظم بھی ہو تا بچے اس کو حفظ کر سکیں۔ ایسی کتابوں کا تالیف کرنا میں نے اپنے ذمہ لیا ہے اور جو طرز اور طریق تالیف کا میرے ذہن میں ہے اور جو غیر مذاہب کی باطل حقیقت اور اسلام کی خوبی اور فضیلت میرے پر خدا تعالےٰ نے ظاہر فرمائی ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسی کتابیں جو خدا کے فضل سے میں تالیف کرونگا بچوں کو پڑھائی گئیں تو اسلام کی خوبی آفتاب کیطرح چمک اٹھے گی اور دوسرے مذاہب کے بطلان کا نقشہ ایسے طور سے دکھایا جائیگا جسسے انکا باطل ہونا کھل جائیگا۔

اے دوستو یقیناً یاد رکھو کہ دنیا میں سچا مذہب جو ہر ایک غلطی سے پاک اور ہر ایک عیب سے منزّہ ہے صرف اسلام ہے یہی مذہب ہے جو انسان کو خدا تک پہنچاتا اور خدا کی عظمت دلوں میں بٹھاتا ہے ایسے مذہب ہرگز خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔ جن میں یہ تعلیم دیگئی ہو کہ اپنے جیسے انسان کو خدا کر کے مان لو یا جن میں یہ تعلیمیں ہیں کہ وہ ذات مبداء ہر ایک فیض ہے وہ تمام جہان کا خالق نہیں ہے بلکہ تمام ارواح خود بخود قدیم سے چلے آتے ہیں۔ گویا خدا کی بادشاہت کی تمام بنیاد ایسی چیزوں پر ہے جو اسکی قدرت سے پیدا نہیں ہوئیں۔ بلکہ قدامت میں اس کے شریک اور اس کے برابر ہیں۔

سو جبکو علم اور معرفت عطا کی گئی ہے اس کا فرض ہے جو ان تمام مذاہب کو قابل رحم تصور کر کے سچائی کے دلایل ان کے سامنے رکھے اور ضلالت کے گڑھے سے ان کو نکالے۔ اور خدا سے بھی دعا کرے کہ یہ لوگ ان مہلک بیماریوں سے شفا پاویں اسلئے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم کے ذریعہ سے اسلامی روشنی کو ملک میں پھیلاؤں اور جس طریق سے میں اس خدمت کو انجام دونگا میرے نزدیک دوسروں سے یہ کام ہرگز نہیں ہو سکیگا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس طوفان ضلالت میں اسلامی ذریت کو غیر مذاہب کے وساوس سے بچانیکے لئے اس ارادہ میں میری مدد کرے۔ سو میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بالفعل قادیان میں ایک **مڈل سکول** قایم کیا جائے اور علاوہ تعلیم انگریزی کے ایک حصہ تعلیم کا وہ کتابیں رکھی جاویں کہ جو میری طرف سے اس غرض سے تالیف ہونگی کہ مخالفوں کے تمام اعتراضات کا جواب دیکر بچوں کو اسلام کی خوبیاں سکھلائی جائیں اور مخالفوں کے عقیدوں کا بے اصل اور باطل ہونا سمجھایا جائے اس طریق سے اسلامی ذریت نہ صرف مخالفوں کے حملوں سے محفوظ رہیگی بلکہ بہت جلد وہ وقت آئیگا کہ حق کے طالب سچ کی روشنی اسلام میں پاکر باپوں اور بیٹوں اور بھائیوں کو اسلام کیلئے چھوڑ دیں گے۔ مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب توفیق اپنے دایمی چندہ سے اطلاع دیوے کہ وہ اس کار خیر کی امداد میں کیا کچھ ماہواری مدد کر سکتا ہے اگر یہ سرمایہ زیادہ ہو جائے تو کیا تعجب ہے کہ یہ سکول انٹرنس تک ہو جاوے۔

اب اس تحریر سے نہایت آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہائی سکول کے قایم کرنیکی کیا غرض تھی اور گذشتہ چند سالوں میں قوم نے کہانتک حضرت کی منشاء کے مطابق عمل کیا ہے اور اس دستور العمل کو اپنے ہاتھ میں لیکر کتنے نوجوان پیدا کئے ہیں تمام کا تمام زور مروجہ تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے اور اس میں بھی دوسرے سکولوں کے نتائج کے مقابل پر کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوئی۔ ہندوستان کے دیگر اسلامی اسکولوں کیطرح چند منٹ کا ایک پیریڈ مقرر کر رکھا ہے جسمیں تھوڑا بہت قرآن کریم وغیرہ پڑھا دیا جاتا ہے۔ بس اس سے زیادہ اور کوئی کوشش نہیں کیجاتی۔ باقی عصر کے بعد کے درس کا تو یہ حال ہے کہ تمام لڑکے اس درس سے اتنا فائدہ نہیں اٹھاتے جتنا کہ اٹھانا چاہیئے۔ ان حالات میں خدا کے لئے بتاؤ تمنے حضرت اقدس کے اس پاک منشاء کو کہانتک پورا کیا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ تعلیم مروجہ کا خیال نہ کرو۔ کرو اور ضرور کرو کیونکہ زمانہ حال میں ہم اسکے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہمارا مطلب تو یہ ہے کہ خدا کیلئے اس پاک مقصد کو تو نظر انداز نہ کرو جسکے حصول کیلئے یہ مدرسہ قایم کیا گیا تھا۔ اگر صرف مروجہ تعلیم پر ہی زور دینا ہے تو چاہیئے کہ آج ہی اسکول کا خاتمہ کر دیا جائے اسقدر سر دردی اپنے ذمہ لینے کا کیا فائدہ۔ کیا ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ہائی سکول نہیں ہیں اس سے بڑھکر مروجہ تعلیم کا انتظام ہے پھر وہ کونسی بات ہے جسکے لئے قوم کے لڑکوں کو اسکے والدین حوالش و اقارب سے جدا کر کے سینکڑوں میلوں کے فاصلہ پر بلاتے ہو۔ وہ کونسی خوبی ہے۔ جو دوسرے مکتبوں میں پائی نہیں جاتی ہے اور جسکے لئے کہ والدین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنے سے جدا کر کے تمہارے حوالہ کر دیتے ہیں یہ ایک سوال ہے جسپر ہمارے

دشمنانِ رسالت احمدؐ

(مرقومہ جناب مولوی ظہیر الدین صاحب لاہوری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

جبکہ آپ لوگ تحریری اقرار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں ولی اللہ کہکر مخاطب کیا اور ایسے ہی یا نبی اللہ کہکر پکارا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی اور سچا ولی اللہ تو مان لیتے ہو لیکن حقیقی اور سچا نبی اللہ نہیں مانتے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ یا ولی اللہ والا الہام تو رحمان کیطرف سے ہے اور یا نبی اللہ والا الہام (معاذ اللہ) شیطان کیطرف سے ہو جب ہر دو عہدے خدا کیطرف سے خدا کے کلام میں درج ہیں تو پھر ہر ایک شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا مسیح یقین کرتا ہے اس بات کو ماننے بغیر نہیں سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ولی اللہ بھی ہیں۔ اور نبی اللہ بھی ہیں ایک الہام کو مان لینا اور دوسرے الہام کا انکار کر دینا۔ اور نؤمن ببعض ونکفر ببعض پر عمل درآمد کرنا تو آپ بھی پسند نہ کرتے ہوں گے۔ اسلئے امید ہے کہ آپ لوگ اب علیٰ اعقابکم واپس نہیں لوٹو گے۔ آپ لوگوں کی تصنیفات اور تحریروں میں سالہا سال تک جب حضرت مسیح موعود کے حق میں نبی اور رسول کا لفظ استعمال ہوتا رہا ہے اور ابھی لگے دنکی بات ہے کہ جب آپ لوگوں کے متعلق حضرت مولوی نورالدین صاحب رحمت اللہ علیہ کی زندگی میں یہ مشہور ہوا کہ آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس شان کو قبول نہیں کرتے۔ جو خدا نے ان کے حق میں اپنی کلام میں ظاہر کی۔ تو آپ لوگوں نے نہایت جوش اور پھر اخلاص سے بھری ہوئی تحریر پیغام میں شایع کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی اور رسول ہونے کا اقرار کیا۔ اب آپ کو کیا ہو گیا جو الٹی راہ اختیار کر رہے ہو۔ ابھی وقت ہے جو لوگوں کو بتلا دو کہ وہ تمام مضامین جنمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کا انکار پایا جاتا ہے۔ وہ جناب حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کی خیالات ہیں۔ احمدیہ بلڈنگس والوں کا اِن مضامین سے کوئی تعلق نہیں اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو حکیم مرہم عیسیٰ صاحب کے مضامین بھی کوئی ایسے نہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسالت اور نبوت کا (نعوذ باللہ) قلع قمع ہو سکے وجہ یہ کہ حکیم صاحب کے مضامین اپنے اندر مخالفانہ اور موافقانہ ہر دو پہلو رکھتے ہیں اور ایک ہی مضمون کی بعض عبارتیں بعض عبارتوں کے خلاف تحریر ہو جاتی ہیں۔ مثلاً وہ اپنے ایک مضمون "کیا مسیح کا مثل نبی چاہیئے" میں حضرت مسیح موعود کو اس الہام یعنی یا نبی اللہ کو درست بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور پھر نبوت سے انکار بھی کرتے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کو جو نبی اللہ مانتے ہیں۔ ان کے حق میں سخت سست کلمات تحریر میں لاتے ہیں حالانکہ اگر وہ خود غور سے کام لیں تو ان کو سمجھ آسکتی ہے کہ

یا تو حضرت مسیح موعود غیر حقیقی نبی ماننے پڑینگے اور یا سچے اور حقیقی نبی اللہ تسلیم کرنے پڑیں گے۔ اس کے بین بین راہ اختیار کرنے کی کوشش کرنا۔ تو چھٹے پارہ کے رکوع اول کے فقرے کو اپنے اوپر چسپاں کرنیکا اقرار کرتا ہے کہ جب وہ آیات جو حضرت مسیح موعود نے خدا کا سچا کلام سمجھکر دنیا کے روبرو پیش کئے آپ لوگوں کے نزدیک بھی سچے الہامات اور خدا کا سچا کلام اور وحی الٰہی ہے اور آپ ابھی تک تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات خدا کا سچا کلام ہیں تو پھر آپ کے حق میں ماننا پڑتا ہے:۔

کہ آپ لوگ دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا رسول اللہ اور حقیقی نبی اللہ

تسلیم کرتے ہو۔ اور ہمیں امید نہیں کہ محض چند روزہ دنیاوی فوائد کو مدنظر رکھکر آپ لوگ علی الاعلان اپنی تحریروں کے صریح خلاف حضرت مسیح موعود کی نبوت اور رسالت سے موڑ لو گے۔

صاحبزادہ حضرت بشیر الدین محمود احمد صاحب کو اگر آپ وہ فرزند ارجمند تسلیم نہیں کر سکتے جسکے بارہ میں حضرت نعمت اللہ ولی نے فرمایا ہوا ہے:۔

پسرش یادگار مے بینم
تو نہ ہی۔ لیکن جسکے حق میں ارح۔ م دومے خانم لکھا ہوا ہے اس کے احمد ہونے سے تو انکار نہ کرو اور احمد صلعم کا فرزند بھی آپ سے احمد صلعم ہی سوا تا ہے

آؤ سنبھل جاؤ۔ اور جسطرح سے آجتک مخالفین مسیح موعود کو سچے دل سے غیر احمدی سمجھتے رہے ہو۔ اب بھی احمدؐ کا انکار نہ کرو اور غیر احمدیوں کو احمدی سمجھنے نہ لگ جاؤ آئندہ آپ کا اختیار

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا دہ ہشیارے

چونکہ آپ لوگوں کیطرف سے اسمہ احمدؐ رسالہ عنقریب نکلنے والا ہے اور آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احمد ہونے سے انکار کیا ہے۔ اسلئے جب آپ رسالہ شایع کریں گے۔ اس وقت اس بارہ میں مفصل مضمون لکھا جاوے گا۔ بھائیوں کیطرح آپس میں محبت اور اتفاق سے ہی یہ سب مسایل طے ہو سکتے ہیں۔ مخالفوں کو ہنسی ٹھٹھے کے موقعہ دیکر جگ ہنسائی نہ کراؤ۔

یاد رکھو اگر نیک نیتی اور تحقیق حق کی غرض سے اختلاف ہو تو وہ ہمیشہ مستحسن ہوا کرتا ہے اور ایسی کارروائی کا انجام ہمیشہ اچھا ہوا کرتا ہے آپ کا مولوی محمد علی صاحب کو امیر قوم بنا لینا۔ قادیان سے منہ موڑ کر لاہور کو سلسلہ احمدیہ کا مرکز بنا لینا۔ اپنی خود مختاری کے ماتحت سلسلہ احمدیہ سے الگ ہو کر اشاعت اسلام شروع کر دینا احمدی قوم کے روپیہ کو سلسلہ کی ہدایات کے ماتحت خرچ نہ کرنا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی ہر ایک بات پر نکتہ چینی اور لحیب چینی کرنا ایک وقت میں کچھ کہنا۔ اور پھر دوسرے وقت میں اسکے بالکل خلاف بولنا۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جو سلسلہ احمدیہ کے ہر فرد بشر کے دل میں یہ بات جاگزین ہو چکی ہے کہ آپ لوگ کسی دوسرے کی امامت کا اسلئے انکار نہیں کرتے کہ اس میں سلسلہ احمدیہ کی بہتری آپ کو مدنظر ہے بلکہ دراصل آپ خود امام بننے کے خواہشمند ہیں۔ اور قوم کو اپنی مرضی کے ماتحت اس راہ پر چلانا چاہتے ہیں۔ جو احمدیت سے کوسوں دور ہے والسلام

ضروری اطلاع۔ خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر خریداری ضرور لکھا
کریں ورنہ علم تعمیل کی شکایت معاف مینیجر

اپیل

اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر اپنی خاص نظر عنایت کرتا ہے تو اس قوم میں اپنے فضل سے کسی رسول کو مبعوث فرماتا ہے تا وہ قوم جو خدا سے تعلق کو توڑ کر موتوں سے مر چکی ہے اس رسول کے ذریعہ خدا پر از سر نو زندہ ایمان لاکر اسکی فضلوں کی وارث بنے اور خدا کے فیضان کی جاذب ہو۔ اور اس میں پھر دوبارہ زندگی کی روح قائم ہو۔

یہ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ ایسے وقت میں قوم کی بہتری اور فلاح کیلئے تزکیہ کے طور پر امتحان بھی مقرر کیا جاتا ہے تا وہ قوم اس امتحان میں کامیاب ہو کر اپنے تئیں ثابت کر دے کہ جس مقصد اور کام کیلئے خدا اس قوم کو کھڑا کیا چاہتا ہے وہ اسکی اہل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسکی اولاد کو جب نبوت کیلئے مخصوص کرنا چاہا۔ تو حضرت ابراہیم سے بیٹے کی قربانی طلب کی۔ جب حضرت ابراہیم ؑ نے خدا کے اس فرمان کو پورا کیا۔ تو اس کے انعام میں انہیں لوگوں کا پیشوا بنا دیا۔ جیسا کہ فرمایا واذ ابتلیٰ ابرٰھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما اور قیامت تک نبوت کے سلسلہ کو حضرت ابراہیم کی اولاد میں مخصوص کر دیا۔ اور اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی قوم کو زندہ کرنا چاہا۔ اور چاہا کہ فرعون کے ہاتھ سے وہ نجات پائے۔ تو اس قوم میں حضرت موسیٰ کے ذریعہ خدا پر اور اس کی صفات پر ایمان لائے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ اس عظیم الشان کام کیلئے خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ہی ایسے نشانات رکھ دیئے کہ جسکے مشاہدہ سے اس قوم کو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکی عظیم الشان طاقتوں پر زندہ ایمان حاصل ہو گیا اور وہ فرعون جیسے متکبر بادشاہ کے مقابلہ کیلئے کھڑی ہو گئی۔ جب ہم اس قوم کی اس قربانی کو دیکھتے ہیں جو اس نے اس نازک وقت میں دکھائی جبکہ آگے دریا اور پیچھے فرعون بمعہ لشکر۔ تو رشک آجاتا ہے اس حالت میں انہوں نے خدا کی رضاء اور اسکے حکم کے ماتحت اپنے تئیں بے جان چیز کیطرح دریا میں ڈال دیا۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ خدا کا وصال اور اسکی رضا اپنے آپ پر سب موتوں کے وارد کر لینے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے جب تک انسان خدا کے ماتحت ذبح نہ ہو جائے۔ فلاح نہیں پاتا۔ اسکے بعد صحابہ کرام کی قربانیوں اور آپ کے حصول انعام کے قصہ کو میں آپ لوگوں کے سامنے دہرانا نہیں چاہتا کیونکہ آپ خود بخوبی واقف ہیں کوئی مشکل سے مشکل اور کڑے سے کڑا امتحان نہ ہو گا۔ جس میں ان لوگوں نے سو فیصدی نمبر نہ حاصل کئے ہوں۔ انہوں نے اپنی جان مال اولاد کو خدا کی رضا میں اس طرح پیش کر دیا۔ اور اپنا کچھ بھی نہ رکھا صرف اسی کے ہو گئے۔ اور خدا انکا ہو گیا۔ صحابہؓ کے اسی ایثار اور قربانی کو دیکھکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اور رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔ سو اے پیارو جبکہ کامیابی کی یہی ایک کلید ہے۔ کہ انسان خدا کی رضا میں اپنی جملہ خواہشات اور محبوبات کو قربان کر دے۔ جیسا کہ فرمایا لن تنالوا البرّ حتی تنفقوا ممّا تحبون یعنے تم کسی طرح بھی نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ خدا کی رضا میں اپنی پیاری سے پیاری چیزوں کو قربان نہ کرو۔ سو اے دوستو اب جبکہ تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بیکسی کو دیکھکر آیتہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحٰفظون کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم میں نازل فرمایا اور خدا کے اس برگزیدہ نے ارشاد الٰہی کے ماتحت ہم سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار لیا۔ جس اقرار میں کہ ہماری کامیابی اور فلاح کی کلید ہے تو پس اگر ہم نے اس اقرار کو عملاً پورا نہ کیا۔ تو کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا تو ایک انتہائی اقرار ہے۔ جس پر کہ ہم نے قدم مارنا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس اقرار کے ابتدائی منزل میں جو کہ اس انتہائی اقرار کے پورا کرنے کیلئے پہلا زینہ ہے۔ ہم نے کس مضبوطی سے قدم مارا ہے۔ وہ ابتدائی منزل کا اقرار کیا ہے۔ یہی کہ ومما رزقناھم ینفقون کے ماتحت چند دن کرنا سو اے دوستو اگر ہم اس پہلی ہی منزل میں فیل ہو گئے تو پھر فلاح کی کیا امید ابھی تک تو ہماری نازک حالت کا وہی نقشہ ہے جو حافظ شیرازی نے اپنے اس شعر میں کھینچا ہے ؎

شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین ہائل
کجا داند حال ما سبکساران ساحل ہا

یعنے جن لوگوں نے ابھی دریا میں قدم نہیں رکھا اور یا جو دریا سے پار گذر گئے ہیں وہ ہماری ان تکالیف سے کیا علم رکھتے ہیں جو کہ منجدھار میں ہمارے پیش آرہی ہیں اس وقت ہماری کشتی بھی منجدھار میں ہے۔ اور چاروں طرف سے تاریکی چھا رہی ہے۔ بڑے بڑے مگرمچھ کشتی پر حملہ آور ہیں اور دیگر مذاہب کی موجوں کے تھپیڑے کشتی کو زور زور سے رو ند رہے ہیں اور خود کشتی کے اندر بھی باہم ہل چل ہو رہی ہے۔ دشمن دیکھ رہا ہے کہ کشتی کب ڈوبتی ہے۔ ایسی نازک حالت میں ہمارا اپنے فرائض سے غافل ہونا اپنے ہاتھوں کشتی کو ڈبونا ہے۔ اے صاحبان اس خطرناک حالت کو محسوس کر کے ہوشیار ہو جاؤ۔ تا خدا ان بلاؤں سے نجات بخشے۔ یہ جو باہمی تفرقہ ہے اگرچہ یہ ایک خطرناک زلزلہ ہے مگر اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ خدا کے حضور گر جانا چاہیئے۔ ہمارے خلیفہ عمر ثانی کا نام حضرت اقدس نے یوسف ؑ بھی فرمایا ہے۔ اس لئے بعض بھائیوں کی طرف سے مخالفت کا ہونا ضروری ہے تا اس خلیفہ کی صداقت اتم طور پر پوری ہو اور جبکہ پہلی بات پوری ہو چکی ہے تو دوسری بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد پوری ہو گی یعنے یوسف ؑ کے بھائی اپنی غلطی سے پشیمان ہوں گے اور معافی طلب کریں گے۔ اور یوسف ثانی بھی ان سے چشم پوشی اور درگذر سے کام لے گا۔ تا خلیفہ اول رضؓ کی وصیت کے الفاظ کا مطلب بھی پورا ہو کہ میرا جانشین چشم پوشی اور درگذر سے کام لے۔ اس کے سوا اس خلیفہ کے ساتھ حسب فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مخالفت کا ہونا اس وجہ سے بھی ضروری تھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نقطہ یا علقہ ہوتا ہے اس لئے اس وقت جو اعتراضات بعض لوگوں کیطرف سے ہو رہے ہیں یہ اس خلیفہ کی صداقت پر مہر ہیں۔ تا اس مخالفت میں خلیفہ کی الوالعزمی ثابت ہو اور ان نشانات کے ذریعہ لوگ سچائی قبول کریں۔ اور حق ترقی کرے۔ قرآن کریم کے رو سے بھی خلیفہ کی مخالفت کا ہونا ضروری امر ہے جیسا کہ آیت ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا سے ظاہر ہے۔ مگر ایسی مخالفت جسکے اندر بے انتہاء بشارتوں کا دریا بہہ رہا ہو ہماری کسی مایوسی کا باعث نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمیں تو اس رو ک کے دور کرنے میں لگ جانا چاہیئے۔ رو ک کے پیچھے آب حیات ہے۔ سارے کا سارا روضہ

لگا دینا چاہیئے۔ سو صاحبان یہ وقت ہمارے ہمت دکھانے کا ہے نہ کہ سست ہونے کا۔ جو لوگ اس وقت چندوں میں سستی کریں گے وہ جلد تر حسرت سے اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھائینگے۔ اگر مال کی قربانی میں بخل کرینگے۔ تو خدا کسی اور قوم کو اس کام کیلئے کھڑا کر دیگا۔ کیونکہ خدا کے ارادے تو رک نہیں سکتے۔ اس نے تو اس سلسلہ کو دنیا میں ضرور پھیلانا ہے کیا وہ قادر نہیں کہ ایک بادشاہ کو احمدی بنا دے جو تمام اخراجات کا متحمل ہو جائے۔ مگر پھر وہ ثواب جو ہمیں چند پیسوں سے ملتا ہے۔ کہاں نصیب ہو سکتا ہے۔ اسی وقت خدا نے ہمیں ایک یوسف دیا ہے۔ اگر اس کی رضا میں ہم سب کچھ بھی نثار کر دیں۔ جیسا کہ مولوی عبد اللطیف رضؓ صاحب مرحوم نے کر کے دکھایا تو یہ بات ادائگی فرض سے باہر نہیں۔ اگر ہم چندوں میں بھی سستی کرینگے۔ تو اس عورت سے بھی پیچھے رہ جائیں۔ جس نے حضرت یوسف کے صرف ظاہری حسن و جمال پر اپنا مال اور آرام قربان کر دیا تھا۔ حضرت اسماعیل کیطرف ہی دیکھ لو کہ آٹھ سالہ عمر میں اپنی جان خدا کے آگے رکھدی۔ غرض اگر آپ فضلوں کے وارث بننا چاہتے ہو تو قربانی کرنا سیکھو۔ آخر میں دعا ہے کہ خدا خود ہی چندوں کے متعلق القا کرے اور چندوں کی ضروریات کو ان کے دل محسوس کر جائیں۔ جسقدر چندے جمع ہیں۔ فوراً خزانہ صدر انجمن میں روانہ فرما دیں۔ اور آئندہ ترسیل چندہ کیلئے دل و جان سے سعی فرما دیں۔ غیر قومیں لاکھوں روپیہ نثار کرتی ہیں۔ مگر وہ قبولیت کے لائق نہیں ہمیں شکر کرنا چاہیئے کہ ہمارے چند پیسے بھی مولیٰ کریم کے حضور قبولیت رکھتے ہیں۔ جب پہلے آپ نے خدا کی خوشنودی کیلئے چندوں کے بار کو اپنے ذمہ اٹھا رکھا ہے۔ تو اب اس مبارک کام کیلئے غیر کو مگہ نہ دو۔ ترجمہ قرآن شریف انجمن کے صرف سے ہوا ہے غیر کو اس کا حق نہیں۔ لہذا ہر قسم کے چندے دار الامان قادیان روانہ فرما دیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے والسلام

(شیر علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان)

درخواست دعا

تمام احباب ماسٹر عبد الرحمن صاحب نومسلم کیلئے دعا فرماویں کہ خدا انہیں امتحان بی اے میں کامیاب کرے اور کوئی دینی خدمت انسے لے آمین ثم آمین۔

مولوی محمد علی صاحب سے چند سوالات

مرسلہ جناب مولانا مولوی ملا محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل

پیغام نے چند روز سے مولوی محمد علی صاحب کو امیر قوم امیر ملت امیر سلسلہ احمدیہ کے القاب سے ملقب کرنا شروع کیا ہے ہمیں اس پر چند ان نوٹس لینے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ انگریزی گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے امیر قوم ہونے کا ادعاء تو الگ رہا اگر کوئی شخص خدائی کا دعوی کرے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا لیکن یہ بات حد دعوی سے تجاوز کر کے غلط بیانی کا رنگ اختیار کر گئی ہے یعنی پیغام نے اپنی ایک اشاعت میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب شوری سے اور احمدیہ جماعت کے انتخاب سے مسند امارت پر متمکن ہوئے ہیں حالانکہ یہ ایک صریح غلط بیانی ہے وہ تو قوم قوم لئے پھرتا ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ایک ہزار آدمیوں کے نام بھی نہیں بتا سکتا جنکے اتفاق سے مولوی صاحب موصوف زیب دہ مسند امارت ہوئے ہیں پیغام کی ان غلط بیانیوں کی حقیقت پبلک پر منکشف کرنیکے لئے ذیل میں چند سوال مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اُمید ہے کہ دست حوصلہ کو کام میں لا کر جواب سے مشکور فرماوینگے . . . . . .

. . . . . ورنہ مبایعین احباب کو لازم ہے کہ جہاں کوئی منکر خلافت ملے اسکے آگے یہ سوالات پیش کریں انشاء اللہ العزیز کبھی جواب دیسکیں گے الحق یعلو ولا یعلیٰ

(۱) صدر انجمن کی موجودگی میں قوم کو کسی امیر کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (۲) اگر ضرورت ہے تو انجمن میں کیا نقص ہے جسکی وجہ سے قوم ایک امیر کی محتاج ہے (۳) اگر ضرورت نہیں تو امیر کا انتخاب بیک جائز ہے یا جائز؟ دونوں کے وجوہات لکھئے (۴) اگر آپ کے نزدیک انجمن کے ہوتے ہوئے قوم کیلئے ایک امیر ضرور ہونا چاہیئے تو حضرت مسیح موعود نے اسکا ذکر کیا ہے یا نہیں (۵) اگر آپ نے ذکر فرمایا ہے تو کس کتاب میں؟ (۶) اگر ذکر نہیں تو کیا حضرت اقدس امیر کی ضرورت سمجھتے تھے یا نہیں؟ (۷) اگر سمجھتے تھے تو ذکر نہ کرنیکی کیا وجوہات ہیں۔ (۸) اگر ضرورت ہی نہ سمجھتے تھے اور فی الواقعہ ضرورت تھی تو کیا یہ بات قابل اعتراض نہیں کہ حضرت اقدس قوم کیلئے ایک ناقص انتظام کر گئے ہیں (۹) اور اگر یہ کہیں کہ امیر کا انتخاب اسواسطے ضروری ہے کہ خلیفۃ المسیح کی وصیت ہے تو سوال یہ ہے کہ یہ وصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے خلاف ہے یا موافق؟ (۱۰) اگر موافق ہے تو ثبوت دیجئے۔ اور اگر مخالف ہے تو وجوہات بتلایئے؟ اور فرمایئے کہ حضرت مولوی صاحب مرحوم مسیح موعود کی باتوں کو منسوخ کر سکتے تھے یا نہیں اگر منسوخ کر سکتے تھے تو دلیل لائیے اور اگر منسوخ نہیں کر سکتے تھے تو مولوی صاحب کی اس وصیت پر عمل کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز ہے تو ثبوت کیا اور اگر ناجائز ہے تو اقرار کیجئے۔

(۱۱) خلیفۃ المسیح نے جس جانشین کی وصیت کی تھی اسکے انتخاب کا طریقہ بھی خود بیان کر گئے تھے یا نہیں اگر تحریر فرما چکے تھے تو حوالہ دیجئے۔ اور اگر نہیں بیان کیا تو انتخاب کیا معیار ہوگا۔ پھر یہ بتایئے کہ ساری قوم کا ماننا ضروری ہے یا نہیں اور اگر ساری قوم کا اتفاق ضروری ہے . . . . . تو آیا موجودہ صورت میں احمدی قوم کا کوئی جائز امیر ہو سکتا ہے۔ یا نہیں اور اگر ساری قوم کا متفق ہونا ضروری نہیں تو کم سے کم کتنے لوگوں کا قبول کرنا ضروری ہے۔ جو تعداد آپ تجویز فرماویں اس کا ثبوت بھی ساتھ ہی لکھئے گا۔

(۱۲) جو شخص امیر قوم منتخب ہو اس کے اختیارات خلیفۃ المسیح اول لکھ گئے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ تحریر فرما گئے ہیں تو تحریر دکھلایئے اور اگر آپ نہیں لکھ گئے تو امیر کے اختیارات کون تجویز کریگا جو جواب ہو اس کے ساتھ ہی دلایل بھی ہوں۔

(۱۳) پھر یہ سوال پوچھنے کی جرءت کرتا ہوں کہ امیر اور انجمن کے آپسمیں کیا تعلقات ہوں گے۔ خلیفۃ المسیح اول اسکی تصریح کر گئے ہیں یا نہیں اگر . . . تصریح فرمائی ہے تو جگہ دکھلایئے۔ اور اگر آپ رضؓ نے تصریح نہیں کی تو اب تعلقات کون مقرر کرے گا . . . . . یا انجمن جو جواب ہو مدلل ہو اور پھر وہ تعلقات حاکم محکوم کے ہوں گے یا دوست دوست کے۔ اگر حاکم محکوم کے ہوں گے تو حاکم کون ہوگا انجمن یا امیر۔ اگر امیر انجمن کا حاکم ہوگا تو اسکی حکومت نام کی ہوگی یا حقیقی۔ اگر نام کی ہوگی تو اس کا فائدہ کیا اور شرعاً اسکا جواز دکھلایئے اور اگر اسکی حکومت حقیقی ہوگی تو وہ انجمن کے فیصلوں کو مسترد کر سکیگا یا نہیں اگر مسترد کر سکیگا تو انجمن بحیثیت انجمن رہ سکتی ہے یا نہیں اور اگر مسترد نہیں کر سکیگا تو اسکی حکومت کے کیا معنے۔ اور اگر دوستانہ تعلقات ہونگے تو کیا باریاں مقرر ہونگی۔ کہ اتنے دن انجمن کے فیصلے امیر مانے اور اتنے روز انجمن امیر کے ماتحت رہے پھر یہ بتایئے کہ (۱۴) احمدی جماعت کیساتھ امیر کے کیا تعلقات ہوں گے۔ مالی یا روحانی؟ اگر مالی تعلقات ہوں گے تو کیا چندہ امیر کے پاس جمع ہوگا۔ اور انجمن دست بردار ہو جائیگی۔ اور اگر روحانی ہوں گے تو کیا وہ ظاہری علوم پڑھائے گا اور اس کا تعلق

96

واعظ اور استاد کے رنگ میں ہوگا۔ یا پیری مریدی کا۔ اگر پہلی شق آپ کے نزدیک مسلم ہے تو کیا احمدی جماعت کے اور علماء جو قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں وہ اس سے دست بردار ہو جائیں گے یا نہیں اور ان میں اور اس امیر میں کیا فرق ہوگا۔ اور اگر پیری مریدی کا تعلق ہوگا تو کیا اسکے مریدوں کو انجمن کی بات مقدم سمجھنی چاہیئے یا امیر کی؟ اگر وہ پیر کی بات مقدم سمجھیں گے تو انجمن کا وجود اس صورت میں رہ سکتا ہے یا نہیں اور اگر انجمن کے احکام کو وہ اپنے پیر کے حکموں پر مقدم کرینگے تو پیری مریدی کیا معنے؟ (۱۵) خلیفۃ المسیح کی اس وصیت پر عمل کرنا فرض ہے یا نہیں اگر فرض ہے تو نص شرعی لائیے اور اگر فرض نہیں تو وجوہات بتلائیے اگر فرض ہے تو کیا آپکے وفات پاتے ہی اسپر عمل ہونا چاہیئے تھا۔ یا کچھ مدت ٹھہر کر۔ اگر بعد وفات کے بعد اس پر عمل کرنا ضروری تھا۔ تو عمل ہوا یا نہیں۔ اگر ہوا ہے تو کب اور کس جگہ۔ اور اگر عمل نہیں ہوا تو کیا وجوہات ہیں اور اگر ٹھہر کر عمل ہونا چاہیئے تھا تو خلیفۃ المسیح نے اس وقفہ کیلئے کتنی مدت مقرر فرمائی تھی تحریر دکھلائیے۔ اور اگر خلیفۃ المسیح نے مدت مقرر نہیں کی۔ تو کون مدت مقرر کرنے کا مستحق ہے۔ آپ یا میں یا کل قوم یا صدر انجمن احمدیہ اور وہ بھی قادیانی یا لاہوری۔

(۱۶) پیغام صلح آپ کو امیر قوم لکھتا ہے آپ اس عہدہ کو انکے لئے تسلیم کرتے ہیں یا نہیں اگر نہیں کرتے تو اسکی تردید کیوں نہیں کیجاتی اور اگر واقعی آپ اس کے مقر ہیں تو کیا آپکے تمام قوم نے منتخب کیا یا نصف نے یا ثلث یا ربع یا خمس یا سدس یا سبع یا ثمن یا تسع یا عشر نے یا انجمن نے اور اگر ساری قوم نے آپکو قبول نہیں کیا بلکہ بعض نے تو پھر بھی آپ امیر قوم کہلائے جا سکتے ہیں تو کیا وجہ کہ صاحبزادہ صاحب اس خطاب کے مستحق نہ ہوں بلکہ میرے نزدیک ۹۹ فیصدی نے اور آپکے نزدیک ۱/۲ نے بیعت کر لی ہے اور اگر مستحق ہیں تو میاں صاحب کے انتخاب کے وقت تاریں کیوں دی گئیں تھیں کہ ابھی احمدی قوم نے کوئی امیر تجویز نہیں کیا۔ اور اگر آپ امیر ہیں تو آپکا انتخاب کب ہوا اور کس جگہ ہوا اور کتنے آدمیوں کے ماننے پر آپ امیر منتخب کئے گئے ہیں اور کیا اس انتخاب کو ہم جائز شوریٰ کہہ سکتے ہیں اور کیا یہ کہنا درست ہے کہ آپکا انتخاب جماعت احمدیہ کے اتفاق سے ہوا۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ چار لاکھ میں سے بیس ہزار نے آپ کو امیر مان لیا اور کیا آپ دو ہزار ایسے آدمیوں کی فہرست پیش کر سکتے ہیں جنکے قبول کرنے کے بعد آپ نے یہ بار اٹھایا۔ اور جسطرح آپ ہم سے فہرست طلب کرتے تھے ہم آپ سے درخواست نہیں کر سکتے کہ آپ ان لوگوں کی فہرست پیش کریں جنہوں نے آپکو امیر قبول کیا۔

(۱۷) جب لوگوں نے آپکو منتخب کیا تو کیا یکدفعہ ان کے دلمیں میر کے انتخاب کا اُبال آیا یا کسی نے تحریک کی اور کوئی تاریخ مقرر کیگئی۔ اگر بغیر تحریک کے یکلخت ایک ہی وقت میں مختلف شہروں میں لوگوں کو آپ کے انتخاب کا ولولہ اٹھا۔ تو یہ ناممکن ہے اور اگر کسی نے تحریک کی اور ایک تاریخ مقرر کیگئی تو یہ بات آپکے علم سے ہوئی یا لاعلمی میں؟ اگر آپکی لاعلمی میں ہوئی تو ایسا آپکے دوستوں نے کیوں کیا اور اگر سب کام آپ کے علم سے ہوا تو آپ نے اجازت دی یا منع کیا۔ اگر منع کیا تو انتخاب کیسے وقوع میں آیا۔ اور اگر اجازت دی تو کیا وجہ؟

(۱۸) اور جب آپ کو منتخب کیا گیا تو آپنے اس عہدہ سے انکار کیوں نہ کر دیا۔ جب آپ کو بخوبی معلوم تھا کہ دنیا یہی سمجھیگی کہ آپ میں جاہ طلبی ہے اور آپنے میاں صاحب کی بیعت اسلئے نہیں کی کہ قوم نے آپ کو نہ مانا اور آپنے اپنی خواہش دوسری طرح پوری کی۔ اگر آپ اس عہدہ سے انکار کر دیتے تو نہایت اچھی بات تھی اور کیا غیر مسائین میں آپکے سوا اور کوئی شخص قابل امارت نہ تھا؟ اگر تھا تو کیا وجہ کہ آپ نے اسکو منتخب ہونے پر زور نہ دیا۔ اگر آپ یہ کہیں کہ قوم نے مجھے انتخاب کیا تو میں پوچھتا ہوں کہ آپ کے نزدیک لوگوں کا انتخاب حجت شرعی ہے یا نہیں اگر حجت شرعی ہے تو نص پیش کیجئے اور پھر ماننا پڑے گا کہ میاں صاحب کا انتخاب بھی حجت ہے۔ اور اگر حجت نہیں تو آپنے انکار کیوں نہ کر دیا اور اگر اس وقت انکار نہیں کیا تو اب اس عہدہ سے علیحدگی جائز ہے یا ممنوع اگر ممنوع ہے تو آیت اور حدیث پیش کیجئے اور اقرار کیجئے کہ میاں صاحب کا عزل بھی اب ناممکن ہے اور اگر جائز ہے تو آپ ہم لوگوں کی بدظنی دور کرنے کے لئے اس عہدہ سے علیحدہ ہونا چاہتے یا نہیں اگر نہیں چاہتے تو کیا وجہ اور اگر چاہتے ہیں تو ہم کب تک امیدوار رہیں؟ -

حق ہمارے ساتھ ہے

(مرقومہ جناب مولانا مولوی صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے فرسٹ عربیک ٹیچر ہائی سکول قادیان دارالامان)

میں نے بارہا حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح علیہم السلام سے سنا کہ جھوٹ ہمارے مخالفین کے حصہ میں آیا ہوا ہے۔ ہماری نسبت بہت جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ خلافت محمودیہ کے منکروں کے حصہ میں بھی جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ جس بات کو شروع کرتے ہیں اسی میں جھوٹ ملا لیتے ہیں اور ایسی دلیری اور جرأت سے اس جھوٹ کو استعمال کرتے چلے جاتے ہیں کہ گویا جھوٹ ان کے لئے حلال قرار پا چکا ہے۔ ۲۸ جون ۱۹۱۴ء کا پیغام میرے سامنے ہے اس کے صفحہ ۲ میں نیلین داتوی کا ایک مراسلہ شائع ہوا ہے۔ جس میں محض بے سود کوشش کی گئی ہے کہ میاں محمود موعود نہیں ہیں حالانکہ یہ بالکل سیاہ جھوٹ ہے۔ محمود ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے جبکہ مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی پیدائش کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے عین وعدے کے موافق محمود کو پیدا کر دیا۔ اور داتوی صاحب ہیں کہ یہی سُر الاپتے چلے جاتے ہیں المحمود لیس الموعود معلوم نہیں یہ کیسی عربی ہے۔ حالانکہ اب آیت استخلاف کے ماتحت وہ موعود قرار پا چکے ہیں اور حضرت خلیفہ اول کا فرمانا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے بالکل سچ ثابت ہوا۔ اور خدا نے محمود کو خلیفہ بنا دیا۔ حالانکہ اکابر نے ناخنوں تک زور لگایا۔ کہ یہ برگزیدہ فخر رسل سریر خلافت جلوہ فگن نہ ہو۔ مگر ہوا ہمالم نیا لوا۔ کا عجیب نظارہ ۱۴۔ مارچ کے جلسہ کو دیکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہی شخص جسکو اظہار حق میں خدائی قوم کہا گیا تھا۔ اور جسکے متعلق علی الاعلان بیان کیا گیا تھا کہ قوم اس کو اپنا خلیفہ بنانے کو تھی۔ کہ صدر انجمن احمدیہ نے مولوی نورالدین کے آگے ساری قوم کو پیر پرستی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ ہاں اسی حریت کے مایہ فخر کی بات سننے سے قوم نے انکار کر دیا۔ کیا انکی چھ سالہ کوشش کارگر ہوئی کہ محمود خلیفہ نہ ہونے پائے مگر کیا ان کی کوئی پیش گئی۔ یہ خدا کے کام ہیں اور ہماری نظروں میں عجیب۔ سب سے پہلے اس خدائی قوم نے فخر رسل کو غیر متقی قرار دیا۔ سب و شتم میں حد سے بڑھ جاتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ گیت بھی گاتے جاتے ہیں کہ ہم تو کچھ نہیں کہتے۔ افسوس اتنا جھوٹ اور پھر یہ دلیری۔ گالیاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم نے تو کچھ نہیں کہا بلکہ ہمیں گالیاں دیگئی ہیں سب سے پہلے مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفہ اول پیشگوئی کو پورا کیا جو آپ نے میرے سامنے درس قرآن سے پہلے مسجد اقصیٰ کے لوکھت کے پاس فرمایا کہ تم میرے بعد تو مخالفت کرو گے مگر

× × × × × × × × × × × × × × × ×

× × تم میرے سامنے کیوں جھگڑتے ہو۔ اور فرمایا کوئی لاؤ جس کے ہاتھ پر میں بیعت کر دوں!

نصیحت نہیں پکڑتے انہوں نے مخالفت کرکے کیا لے لیا یہ اس دن کی بات ہے جس دن ماسٹر صدرالدین کی سکرٹری شدہ کا جگڑا ہوا۔ اور جسدن حضرت خلیفہ بلا فصل نے ڈاکٹرین کو کہا تھا کہ میں اس نوجوان (محمود احمد) کے مقابلہ میں نہ محمد علی کی پرواہ کرتا ہوں اور نہ خواجہ کی اور نہ کسی اور کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ خوب جانتے تھے کہ یہ میاں محمود احمد کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشتہ نہیں کرینگے۔ اس سے بڑھ کر کیا حضور انکی تلقین کر سکتے تھے۔ خدائی قوم کو خوب کھول کھول کر سمجھا دیا تھا کہ اس نوجوان (محمود) کی مخالفت سے نہ کرنا وہ ضرور کامیاب ہو جائیگا۔ اور خلیفہ خدا بنائیگا، کوئی اس کو روک نہیں سکیگا۔ مولوی صاحب کو خدا پر کامل یقین تھا کہ محمود کو خدا تعالےٰ خلیفہ بنائیگا وہ راستباز تھا اسکی تمام باتیں بعینہٖ پوری ہوئیں۔ ان باتوں کی کوئی تغلیط نہیں کر سکتا کہ آیا یہ خلیفہ اول نے فرمائی تھیں یا نہیں جبکہ واقعات صحیحہ نے اسکی تصدیق کردی۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا غیر احمدی کہا کرتے ہیں کہ رمضان کے کسوف خسوف والی روایت جھوٹی ہے۔ حالانکہ آسمان نے گواہی دیدی اب بھی اسکی تکذیب کرتے جاتے ہیں۔ کیا مولوی صاحب کا ایمان تھا اور خدا نے اس کو کیسے پورا کیا۔ اور کیوں خدا اس کے ایمان کی تصدیق نہ کرتا جبکہ آپ آچکے تھے اخوض احرمی الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

مولوی صاحب نے باوجود اختلاف جلنتے ہوئے اس خلیفہ کو نامزد نہ فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ نے ویسا ہی کرنا تھا۔ جیسا کہ پہلے ہی سمجھ چکے تھے واقعہ ہو جانے کے بعد اسکی تکذیب کرنا محض ہٹ دھرمی اور حمیت جاہلیت ہے۔

دانوی سنگ خواہ کتنا ہی زور لگائے مگر خدا کے فضل کو وہ ہرگز ہٹا نہیں سکتا۔ اس میں کسکو شک ہو سکتا ہے کہ واقعی جو تہائر کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا محمود احمد تھا اپنے مطلب کیلئے سلطان احمد حضرت اقدس کا پہلا صاحبزادہ لکھا دیتے ہیں۔ اور دوسرے موقعہ پر اسکے بیٹے ہونے سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔ حیف ہے ان کے استدلال پر انی یوفکون پیر صاحب کی ایک دو باتیں لیکر اتباع ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ کی کوشش کی ہے محکمات اور اصول کو بالکل چھوڑ دیا ہے تحریف اور تبدیل کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے۔ مارچ ۱۹۰۶ء سے لیکر .... ۹ سال کے اندر اندر پیدا۔ انزال رحمت کی قسم ثانی محمود کو قرار دیں جو ارسال خلفاء میں پوری ہو گئی ہے۔ اب وہ پسر موعود نویں سال میں

حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۱۲ میں میرا بیٹا میرا جانشین ہوگا افسوس صد افسوس اپنی تحریف پر۔ اگر خدا کا خوف مدنظر ہوتا تو کبھی یہ کارروائی نہ کی جاتی۔ خدا نے اپنی فعلی شہادت سے محمود موعود قرار دیدیا ہے۔ اب کتنا روتے رہو اور پیٹتے رہو اس کے موعود ہونیکو تم رد نہیں کر سکتے۔

فلا زاد لا لبضاہ

متفرق واقعات

ہماری مہربان گورنمنٹ

لاہور کے پادری ریورنڈ طامس ہاول بشیر اہل اسلام اور ان کے پاک مذہب کے خلاف ہمیشہ زہر اگلتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے ایک کتاب اثبات کفارہ نامی لکھی جس میں انہوں نے ناشائستہ تحریر سے کام لیا ہے۔ مسلمانان پنجاب نے اس پر اظہار ناراضگی کیا۔ اور پنجاب گورنمنٹ نے اہل اسلام کے خیالات کا لحاظ کرتے ہوئے شایع کنندگان و مصنف کو تنبیہ کرنے کے علاوہ حکم نافذ کیا ہے کہ اسکی مزید اشاعت بند کر دیجاوے۔ ہم گورنمنٹ پنجاب کی اس مہربانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ریاست بڑودہ کی ایک قابل تقلید مثال

اپنی ریاست میں تعلیم صنعت و حرفت پھیلانیکے لئے جسقدر سرگرمی سے مہاراجہ صاحب ریاست بڑودہ کام کر رہے ہیں اس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی کسی اور ریاست میں نہیں ملیگی۔ تمدنی اور سیاسی حالت میں ایک نمایاں ترقی حاصل کرنیکے لئے جو جو عمدہ طریقے ریاست بڑودہ اختیار کر رہی ہے وہ ایک بیدار مغز ہوشیار راجہ کا پتہ دیتے ہیں جسکو اپنی رعایا کی بہبودی کا بہت خیال ہے۔

چنانچہ حال میں ہی ریاست بڑودہ نے موجودہ اور آئندہ قایم ہونے والے صنعت و حرفت کے کارخانوں کو ترقی دینے کے لئے ان کے مالکوں کو شاہی خزانہ سے پندرہ لاکھ روپیہ کم سود پر دینے کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ کاش اسلامی ریاستوں کے نواب بھی اپنی رعایا کے آرام اور بھلائی کے لئے اپنے اندر اس قسم کی تڑپ پیدا کریں۔

ریاست گوالیار کی بیداری

گوالیار میں چینی کے برتن بنانے کا ایک عالیشان کارخانہ قائم کیا گیا ہے۔ مہاراجہ صاحب گوالیار کو اس کارخانہ سے بڑی بڑی دلچسپی ہے۔ اب اس کارخانہ کی لنڈن سے بڑی بڑی رشینیں آئی ہیں۔ مسلمان حکمرانوں کی حالت پر افسوس ادھر ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا تو یہ حال ہے کہ اپنے لوگوں کو غیروں کی محتاجگی سے بچانیکے لئے کارخانے کھولے جاتے ہیں۔ مگر اہل اسلام کی سب سے بڑی سلطنت ٹرکی کا یہ حال ہے کہ کھانے اور پہننے کی اشیاء سامان جنگ وغیرہ سب غیر ممالک سے خریدتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ تحت الثری کیطرف جا رہے ہیں۔

وظائف گورنمنٹ

پنجاب کے مسٹر شرف الدین کو عربی اور بنگالہ کے مسٹر پرسن کمار آچاریہ کو سنسکرت کی تکمیل یورپ میں جاکر کرنیکے لئے گورنمنٹ آف انڈیا نے وظیفے عطا کئے ہیں۔

برقی آبی کے موجد خان بہادر حبیب الرحمٰن صاحب سپرنٹنڈنٹ سررشتہ ٹیلیگراف کے لڑکے مسٹر عبدالغفور خان بی۔ اے کو گورنمنٹ آف انڈیا کے برقی انجنیر کی تعلیم کے لئے انگلستان جانے کیواسطے وظیفہ عطا کیا۔ یہ پہلے ہندی ہیں جنہوں نے وظیفہ حاصل کیا ہے

مسٹر تلک کی رہائی اور مقام عبرت

آجکل مسٹر تلک کی رہائی کی خبر ہر اخبار میں دیکھی جاتی ہے مسٹر تلک ایک مشہور مرہٹہ لیڈر ہیں جو ایک مشہور مرہٹہ اخبار کیسری کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ اخبار مذکور میں آپنے چند باغیانہ مضامین شایع کئے تھے جو گورنمنٹ انگریزی کے خلاف بدگمانی پھیلانے والے تھے۔ اسکی پاداش میں آپ ۲۴ جون ۱۹۱۴ء کو بمبئی میں گرفتار ہوئے تھے مقدمہ ازروے دفعہ ۱۲۴ اور دفعہ ۱۵۳ تعزیرات ہند چلایا گیا تھا۔ ۲ جولائی کو بمبئی ہائی کورٹ نے ضمانت کی درخواست نامنظور کی۔ ۳ جولائی کو مسٹر پرانس کے سب درخواست جسٹس دادر سامنے خاص جوری سماعت مقدمہ کیلئے مقرر کئے تھے

مقرر ہوئی۔ کیس ۱۴۔ جولائی سے ۲۲ جولائی تک رہا۔ اس سے ملک میں بڑی سنسنی پیدا ہوئی تھی۔ مسٹر تلک نے اپنی صفائی کی آپ ہی وکالت کی تھی۔ جو ۱۵۔ جولائی سے ۲۱ جولائی تک ہوئی تھی۔ آپ کی تقریر نہایت عالمانہ اور قانونی باریکیوں سے محلو تھی۔ اس لئے خاص وقعت کے قابل سمجھی گئی جوری نے ۷ بخلاف دو رائوں کے آپ کو مجرم قرار دیا۔ اس لئے دو مجرموں کیلئے تین تین سال کالا پانی۔ اور تیسرے کے لئے ایکہزار روپیہ جرمانہ سزا دی۔ پریوی کونسل میں اپیل کی اجازت نہ ملی۔ اور بمبئی ہائی کورٹ کے سالم بینچ کے سامنے بھی نظر ثانی استحقاق سے انکار ہوا۔ مگر گورنمنٹ نے ایک ہزار روپیہ جرمانہ معاف کردیا اور سزائے قید۔ قید محض میں تبدیلی کردی۔ آپ نے پورے چھ سال قید کے منڈلے کے جیلخانے میں بھگتائے۔ دہلی دربار کے موقعہ پر بھی گورنمنٹ نے آپ کو رہا نہ کیا۔ اور نہ سزا کی میعاد میں حسب دستور تخفیف ہوئی۔ لیکن مسٹر تلک اب پوری میعاد بھگت کر آزاد ہوئے ہیں۔ سنا جاتا ہے کہ مسٹر تلک اب کسی مقدمہ پر ولایت جانیوالے ہیں۔ اور پھر جرمنی میں بھی کئی برس تک رہیں گے۔ اور باقی زندگی تصنیف و تالیف میں صرف کریں گے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے جیلخانہ میں تین کتابیں لکھی ہیں جو جلد پونہ میں شایع ہونے والی ہیں۔

مسلمانان کشمیر پر ریاست کی مہربانی

ذیل میں ڈاکٹر مترا مشیر تعلیم ریاست جموں و کشمیر کی ایک چٹھی کا خلاصہ پیش کرتے ہیں جو صاحب موصوف کے کشمیری کانفرنس کے نام ارسال فرمائی ہے:۔ جناب والا!

بسلسلہ چٹھی نمبر ۷۹۳ مرقومہ ۲۲ مئی ۱۹۱۳ء مجھے جواباً یہ عرض کرنے کا افتخار حاصل ہوا ہے کہ سریحضور مہاراجہ صاحب بہادر کی گورنمنٹ اپنی رعایا کو ریاست کی موجودہ تمام تعلیمی سہولتوں سے مستفید کرنیکے لئے ہر ایک قسم کی حوصلہ افزائی اور سعی کر رہی ہے آپ کی سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی کے لئے یہ معلوم کرنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ سال رواں میں ریاست کے ابتدائی مدارس کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اور ایک گران قدر رقم خاص مسلمان طلباء کو وظائف مخصوص کیگئی ہے اور پچاس مسلمان مدرس ابتدائی مدارس میں مقرر کئے گئے ہیں علاوہ ازیں مسلمان ملاؤں پیرزادگان وغیرہ کو طریق تعلیم سے آگاہ کرنے اور پرائمری سکولوں میں بطور مدرس مقرر کرنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ نیز ایک خاص مسلمان انسپکٹر کے مقرر کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

آخر میں مجھے یہ عرض بھی کرنا ہے کہ اس مقصد کی تکمیل کیلئے جو تجاویز پیش کیجائیں۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کی گورنمنٹ ان پر ہمیشہ مناسب غور کرنیکے لئے تیار ہے

(میں ہوں آپکا فرمانبردار خادم)

دستخط اے مترا وزیر صیغہ تعلیمات ریاست جموں کشمیر

لنکا میں زراعت کا عظیم الشان کالج

گرم ممالک میں زرعی پیداواروں کو ترقی دینے کی تجاویز وضع کرنے کے مقصد سے لنڈن میں ۲۳ جون کو ایک بین الاقوامی کانگریس کا اجلاس ہوا جس میں غیر ملکوں کے ڈیلیگیٹ شامل ہوئے۔ قیصر معظم نے کانگریس کے مربی ہونے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ پروفیسر ڈنسٹن نے بیان کیا کہ اعلےٰ علم زراعت کی ترقی کیلئے ایک کالج مشرق میں اور دوسرا مغرب میں کھولا جائیگا۔ مشرقی کالج لنکا میں کھلیگا۔ ساڑھے سات لاکھ روپیہ درکار ہے اس کالج میں سب آدمی جو ابتدائی شرائط پوری کر دینگے۔ داخل ہوسکیں گے۔ لیکن اب ایک سال کا ہوگا۔ کل خرچ فیس رہائش وغیرہ ملاکر ڈیڑھ سو پونڈ سالانہ ہوگا جو لوگ صیغہ زراعت میں ملازم ہونے کے خواہاں ہیں انہیں اس کالج میں تعلیم حاصل کرنی ہوگی۔ مصر۔ ہندوستان۔ برہما۔ سیام۔ اسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ وغیرہ وغیرہ ملکوں کے امیدوار اس کالج میں داخل ہوسکیں گے امید ہے ہندوستانی امیدوار بھی اس کالج میں داخل ہوکر مستفید ہوں گے +

علیگڈھ کالج کے امتحانات کے نتائج

علیگڈھ کالج کے سالانہ امتحانات کے نتائج حسب ذیل ہیں۔

درجہ	کل تعداد طلبا	پاس	فیصدی
میٹریکولیشن	۵۹	۲۴	۴۱
ایف اے	۱۸۰	۷۰	۴۲
بی۔اے	۱۳۳	۶۸	۵۱
ایم اے (پریویس)	۲۳	۱۴	۶۱
ایم۔اے (فائنل)	۱۶	۱۲	۷۵
بی ایس سی	۱۲	۲	۱۷
ایم ایس سی	۳	۱	۳۳

بعض کم فہم معاصرین نے مندرجہ بالا نتائج کو خراب قرار دیا ہے بلکہ عنوان ہی یہ رکھا ہے "کالج کے امتحان کے خراب نتائج" افسوس تو یہ ہے کہ امیدواری کے عدم احساس کے ساتھ کسی کو محنت و مطالعہ کا بھی شوق نہیں اگر یہ معاصرین یونیورسٹی کے نتائج کا اوسط ملاحظہ کر لیتے تو اپنے قومی کالج کے نتائج پر یوں ناک بھوں نہ چڑھاتے۔ علیگڈھ کالج کی کامیابی اس سے بڑھکر کیا ہو کہ ساری پنجاب میں اتنے مسلمان بی۔اے و۔ایم اے نہیں بنے ہیں۔ جتنے کہ اکیلے علیگڈھ کالج نے کرائے ہیں۔ خود صوبجات متحدہ نے کل پاس شدہ مسلمانوں سے کالج کے پاس شدگان کی تعداد بہت زیادہ ہے اگرچہ ہمنے ہندوستان کی ساری یونیورسٹیوں کے نتائج نہیں دیکھے مگر ہم قیاساً کہہ سکتے ہیں کہ سارے اسلامی ہند نے جتنے گریجوایٹ اس سال پیدا کئے ہیں۔ اس سے کالج کے گریجوایٹوں کی اوسط بہت بڑھی ہوئی ہے اور یہ صرف علیگڈھ کالج کی برکت ہے کہ صوبجات متحدہ میں مسلمانوں کی آبادی کی نسبت سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی نسبت سے چند زیادہ ہے ان حالات و بدیہیات کی موجودگی میں کالج کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے اس کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا نہایت ہی بد اندیشی کا کام ہے۔

علیگڈھ کالج کو بدنام کرنیوالے زیادہ تر وہ اشخاص ہیں جو سیاسی دنیا میں عام اسلامی پالیسی سے انحراف کر چکے ہیں وہ موجودہ بیدار مغز اور ہمدرد ملت سکرٹری قبلہ نواب صاحب کے انتظام میں کیڑے ڈالنے کیلئے سفید جھوٹ بولنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ پچھلے دنوں انہی یاران طریقت نے یہ خوشہ چھوڑ دیا کہ کالج فنڈ میں تین لاکھ کا گول مال ہوا ہے ان جھوٹوں سے یہ لوگ بڑے خوش ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ ابنائے ملت کا جاہل طبقہ اور خود غرض جماعتیں انکی پیٹھ ٹھونکتی ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ جو شخص جھوٹ بولتا تھا مسلمان اس سے بات کرنیکے روادار نہیں بنتے تھے یا اب یہ زمانہ ہے کہ جو شخص علانیہ جھوٹ بولتا ہے۔ فنڈوں کا روپیہ چٹ کر جاتا ہے۔ اور ہر طرح کی خرابی کا ارتکاب کرتا ہے وہ قوم کا فدائی کہلاتا ہے۔ ممکن ہے کہ قوم کو اسکی اصلیت معلوم نہ ہو مگر کسی کی اصلیت سے مہلک طور پر بے خبر ہونا بھی تو پرلے درجہ کی کمزوری اور تباہی کی علامت ہے۔ (ملت)

زنانہ گریجوئیوں کی کامیابی

کلکتہ یونیورسٹی کا بی۔ اے کا نتیجہ عورتوں کے انگریزی کے اعزازی فہرست میں نمایاں درجہ حاصل کرنے کیوجہ سے خاص امتیاز رکھتا ہے تین عورتیں پہلے ڈویژن میں پاس ہوئیں۔ ڈویژن مذکور میں جو عورت دوسرے نمبر پر رہی اس کا نام کونٹیس برن ہے دوسری ڈویژن میں اول و سوم و پنجم نمبر پر عورتیں پاس ہوئیں یہ تینوں ہندو ہیں۔

بڑودہ میں پریس کی آزادی

شاہ ہو یا گدا اپنی سلامتی ہر ایک کو مطلوب ہے اور وہ اسلئے ہر جائز و ناجائز کوشش کرتا ہے۔ ہندوستانی رئیسوں میں مہاراجہ بڑودہ کا نام روشن ضمیری اور آزاد خیالی میں سب سے اونچا سمجھا جاتا ہے مگر دربار تاجپوشی میں مہاراجہ بڑودہ سے جو غلطی یا سہو ہو چکا ہے اس سے گائیکواڑ کو اپنی سلامتی کا اتنا اندیشہ پڑ گیا ہے کہ وہ سارے کس بل چھوڑ کر دن رات اس فکر میں مستغرق رہتے ہیں کہ کسی طرح سرکار کو خوش کریں اور سرکار کی خوشنودی کا سب سے بڑا ذریعہ پریس کی نگرانی اور اس کا گلا گھونٹنا سمجھ لیا گیا ہے اس لئے مہاراجہ بڑودہ اس طرف بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ چنانچہ پریس کی نگرانی کیلئے باقاعدہ پریس رپورٹر رکھا ہوا ہے جو کتابوں اخباروں اور پریسوں کے متعلق رپورٹ دیتا ہے۔ ان رپوٹوں کی بنا کر پچھلے سال بڑودہ میں ایک اخبار کو تنبیہ ایک پریس کے مالک کو جرمانہ ہوا۔ اور قریباً ۲۰ کتابیں ضبطی میں آچکی ہیں اور بڑودہ کی ضبط کردہ کتابوں کی تعداد شاید سرکاری علاقہ سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

لاہور

کا دیانند اینگلو ویدک ہائی سکول ہر سال انٹرینس کے امتحان میں نہ صرف امیدوار سب سے زیادہ تعداد میں بھیجتا ہے بلکہ اسکے کامیاب طلباء کی تعداد بھی سب سے زیادہ ہوتی ہے اور اکثر لڑکے اعزاز کے ساتھ اچھے نمبر حاصل کر کے پاس ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس سال سکول مذکور سے ۱۳۹ طلباء انٹرینس کے امتحان میں شامل ہوئے تھے جنمیں سے ۹۲ پاس ہوئے اور ۱۶ زیر تجویز ہیں اور پاس شدہ طلباء میں سے لالہ کلیانداس سائنس فیکلٹی میں سب سے اول نمبر پر رہے ہے۔ دوسرے تیسرے اور چوتھے نمبر پر بھی اسی سکول کے طالب علم پاس ہوئے ہیں۔ مگر اسلامیہ سکولوں کے نتائج دیکھکر ہم شرم سے سر جھکا رہے ہیں۔ اصلی بات یہ ہے کہ اسلامیہ سکولوں کے کنڈکٹرز تعلیمی اغراض کو ملحوظ نہیں رکھتے وہ تو دھڑا بندی کی بنا پر سکولوں پر قبضہ کرتے ہیں اور پھر من مانی حکومت استادوں اور لڑکوں پر کرتے ہیں۔ ماسٹر بیچارے کو بہتیرا سر کھپاتے ہیں۔ مگر یہ ان دسکتریاں ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے لاہور کے ایک اسلامیہ سکول کا نتیجہ تو بدترین سے بھی بدترین ہے۔

دہم ہمصر ملت کی رائے سے بالکل متفق ہیں واقعی مسلمانوں کے لئے مرجانیکا مقام ہے۔ یونہی اتنا روپیہ تباہ کیا جاتا ہے (اگلم)

آئرلینڈ

کی خود مختاری کا مسودہ ہاؤس آف کامنز سے پاس ہو گیا ہے اور ہوس آف لارڈز میں پیش ہے۔ لیکن السٹر کا معمہ حل نہیں ہوا۔ آئرلینڈ کے نیشنلسٹ گروہ نے اپنے والنٹیر تیار کرنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ اسلحہ بہم پہونچایا جا رہا ہے۔ والنٹیروں کو قواعد سکھائی جاتی ہے۔ گورنمنٹ نے اس کا یہ سلجھاؤ پیش کیا ہے کہ السٹر خود فیصلہ کرے کہ آیا وہ آئرلینڈ کے ہوم رول کے زیر اثر رہنا چاہتا ہے یا نہیں اس مقصد سے ہوس آف لارڈز میں ایک ترمیمی مسودہ پیش کیا گیا ہے اس سے السٹر کے اضلاع کو یہ رعایت دیگئی ہے کہ کثرت رائے سے وہ ہوم رول کے اندر یا باہر جا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس انتظام سے مالی و انتظامی بندوبست ہی کیا جائیگا۔

پیغام کے ایک کشف کی حقیقت

(مرحومہ جناب مولوی قدرت اللہ صاحب کوچہ چابک سواراں لاہور) جب حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہوئے تو تائید میں اکثر لوگوں نے خوابیں اور کشوف دیکھے۔ اور دلائل کے بعد یہ دوسرا ابتدائی تصرف تھا۔ جسکا جواب تو پیغام صلح سے سوائے اس کے کچھ بن نہ آیا۔ کہ پیغام مورخہ ۱۹۔ اپریل اور ۱۷۔ اپریل ۱۴ء میں زیر ہیڈنگ "الہامات و کشوف کی حقیقت" یہ اور احمدی قوم کی یاددہانی یا لکھکر ثابت کرنا چاہا۔ کہ الہامات و کشوف اکثر شیطانی ہوتے ہیں۔ یہ اسلئے کیا کہ الٰہی تصرف کو رد کر دیں جو ایک سچائی کی تائید کیلئے پے در پے کشوف کے رنگ میں نازل ہو رہا تھا۔ اور اسی طرح صاحبزادہ صاحب کو زک پہنچا دیں۔ لیکن خدائی تائید کو کون روک سکتا ہے۔ اب پیغام والوں نے اپنے اس عقیدہ کے خلاف کہ اکثر الہامات و کشوف شیطانی ہوتے ہیں۔ صوفی احمد دین صاحب کا کشف مورخہ ۱۶۔ جون ۱۴ء زیر مراسلات درج فرمایا ہے۔ جو مضمون ذیل ہے۔ کشف جو موعود ہونیوالا ہے وہ سائرہ سے نہیں ہوگا۔ بلکہ ہاجرہ سے ہوگا۔ اور ہاجرہ کے متعلق تفہیم ہوئی کہ والدہ صاحبہ جناب میرزا سلطان احمد سے مراد ہے۔ یعنے آپکی جو ذریت ہوگی اس میں سے ہوگا۔ اور یہ بھی بتایا گیا۔ کہ سائرہ سے مولوی ہونگے لیکن ذریتہ طیبہ ہاجرہ سے ہوگی۔ ہاں اب پیغام والوں کو دعوی ہے کہ ہم سچائی کیخاطر لڑ رہے ہیں۔ تو خدارا بتائیں کہ کیا ان کو اس کشف پر ایمان ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر ہے تو موکد بقسم شائع کرے۔ ورنہ جس بات پر انسان کا اپنا ہی ایمان نہ ہو اس کو شائع کرنیکے کیا معنے اور پھر حضرت مسیح موعود کے مقابل میں ایسے کشوف کو شائع کرنا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کے مقابلہ میں متشابہات کا رنگ رکھتے ہوں حالانکہ حضرت صاحب نے اپنے الہامات سے مصلح موعود کا تعیین فرما دیا ہے اصل میں پیغام صلح کو الہامات و کشوف پر کوئی اعتبار نہیں پیغام صلح مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۴ء لکھتا ہے۔ "کسی غیر مامور کی خواب یا الہام کسی شخص کیلئے حجت شرعی نہیں ہو سکتی۔ پھر فرماتے ہیں۔ کہ انبیاء کے سوا ایسے پاک قلوب جو بالکل تمنی سے خالی ہوں اور حدیث نفس اور مس شیطان سے محفوظ ہوں۔ شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں" (صوفی صاحب اسکو نوٹ کر لیں) پھر فرماتے ہیں۔ اسیطرح اس زمانہ میں جس طرح صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا "یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ اور ممکن ہے ایک خواب سچی بھی ہو اور شیطان کیطرف ہو"

پھر فرماتے ہیں۔ "مسیح موعود علیہ السلام خدا کا فرستادہ تھا۔ اور اس کی باتیں خدا کی باتیں تھیں (صوفی صاحب پوچھئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے کشف پیش کر رہے ہیں۔ اور خدا سے ذرا نہیں ڈرتے) جو کچھ اس نے کہا (حضرت مسیح موعود نے) وہ درست کہا اور جو کچھ لکھا درست لکھا۔ جو اسکی تحریر کے خلاف کہے وہ غلطی پر ہے"

دیکھا حضرات کیا اب صوفی صاحب کا یہ کشف اضغاث احلام سے زیادہ وقعت رکھتا ہے۔ اب ذرا غور سے سنئے ایک نہایت عمدہ نکتہ آتا ہے۔ پیغام ۱۶۔ اپریل ۱۴ء زیر ہیڈنگ "مصلح موعود کی پیشگوئی" اور اس پیشگوئی کو حضرت صاحب نے کس رنگ کے پیرایہ میں بیان کیا" کہ مصلح موعود کی پیشگوئی میاں مبارک احمد پر پوری ہو گئی۔ "انا

للہ وانا الیہ راجعون۔ بقول پیغام یہ پیشگوئی پوری ہوچکی میرے پیارے صوفی صاحب آپ کس مصلح موعود کی پیشگوئی فرما رہے ہیں۔ ایک تو ہوچکا دوسرا کونسا باقی ہے کیا عجب خدائی کشف ہے۔ بتلائیے اب پیغام سچا ہے یا آپکا کشف۔ افسوس جب انسان سچائی چھوڑتا ہے تو اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ خدا آپ کو ہدایت دے۔ یہ پیغام کی نصیحت بھی یاد رکھو کہ حقیقت الوحی کا مطالعہ ضرور کرتے رہا کرو دگرنہ مقام خوف ہے۔

ہائی سکول قادیان کی خبر لو!

(امتحان انٹرنس کے نتیجہ پر سرسری نظر)

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند ✦ چناں نہ ماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند

جن دوستوں نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس کے نتیجہ کے متعلق کچھ پڑھا یا سنا ہوگا۔ وہ × × ×

جلسہ کاٹھ گڑھ

(مورخہ ۱۲ - جون ۱۹۱۴ء؁)

تیسری تقریر جناب ماسٹر عبدالرحمن صاحب

(جس میں سکھ صاحبان مخاطب تھے)

اسلام ایک سچا صلح اندیش مذہب ہے جسکے اصول تمام دانشمندوں کے نزدیک حکیمانہ ہیں۔ یہی مذہب ہے جو تمام مذاہب کے بزرگوں اور الہامی کتب کی دل سے تعظیم کرنے کی ہدایت کرتا ہے یہی زندہ مذہب ہے جسپر قدم مارکر سب سے کہ دنیا پیدا ہوئی لوگ زندہ خدا سے ہمکلام ہوتے رہے ہیں۔ کرشن جی مہاراج۔ گرونانک دیوجی۔ موسیٰ۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہم سب نے اپنے وقتوں میں خدا کے پیارے اور برگزیدہ بھگت اور نبی ہوئے ہیں۔

تمام مذاہب کے متقدمین ایک خطرناک غلطی کے مرتکب ہو گئے ہیں۔ مگر خدا نے اسلام کو اس غلطی سے محفوظ رکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ انجام مذاہب اور انکے پیروکار اپنے زندہ تعلق باللہ کا شرف العامات و مکالمات کو اپنے بزرگوں تک ہی محدود رکھتے ہیں اور بعد میں آنیوالی نسلوں کو ان روحانی برکات اور ثمرات سے محروم اور بے نصیب قرار دے رہے ہیں۔ مگر اسلام سکھاتا ہے کہ جب ہمارے عارضی مادی جسم کے قیام اور سرسبزی کیلئے سالانہ بارش لابدی ہے۔ پھر روح کیلئے جو ابدالاباد کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ اسکی نشوونما اور تربیت کیلئے روحانی بارش (الہام) بطریق اولیٰ لازمی اور متحقق ٹھہری۔ خدا سے قطع تعلق کرنے والے جب اس قابل نہ رہے کہ خدا ان سے الہام و کلام کرے۔ انہوں نے اپنے شیشہ قلب کو مکدر پاکر اپنے ضالانہ اور گمراہ ہونیکا تو اقرار نہ کیا مگر یہ کہدیا کہ اب ہمیں دنیا کو الہام کیضرورت نہیں۔ حالانکہ امراض روحانیہ مثل دق وغیرہ کے سیلاب نے بزبان حال چلاکر کہا کہ روحانی علاج کی ضرورت ہے ایسے ہی عیسائیوں نے اپنے بزرگوں کو الہام سے مشرف مانا لیکن بعد میں آکر اپنے گذشتہ یا بڑے بھائیوں کیطرح الہام کو غیر ضروری سمجھا یا انکار کر دیا اس طرح کے مسلمان بھی اسی غلطی کے مرتکب ہوئے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متنبہ کر دیا۔ اسی طرح گرونانک صاحب نے بھی فرمایا کہ اکاش دانی ہر زمانہ ہوا کرتی ہے اور ہونی چاہیئے۔

ہم گرونانک صاحب اور کرشن جی مہاراج کی دل سے عزت کرتے اور ان کو مہاتما رشی مانتے ہیں اگر ہم میں سے کوئی ان بزرگوں کو مسلمان قرار دیتا ہے اور اس کی اس سے بڑھ کر اور کوئی اصلیت نہیں ہے کہ وہ بزرگ خدا کے فرمانبردار اور عاجز بندے تھے۔ پر لفظ مسلمان سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ گرونانک صاحب و کرشن جی مہاراج آجکل کے نام کے مسلمانوں کیطرح ٹھوٹھے پیالوں میں کھاتے پیتے تھے اور گندے لباس پہنتے تھے اور حقہ پیتے تھے اور بڑا گوشت کھاتے تھے یہ ہرگز نہیں ہے! مثلاً میں جو مسلمان ہوں میں حقہ نہیں پیتا ہوں اور نہ پیالے ٹھوٹھے میں کھاتا پیتا ہوں۔ اور نہ بڑا گوشت کھاتا ہوں ان باتوں سے کوئی مسلمان (خدا کا فرمانبردار) نہیں بنتا۔ مسلمان بننا تو اپنی خواہشوں کو خدا کی رضا پر قربان کر دینے کو کہتے ہیں۔ پس ہماری اور سکھ صاحبان کی نزاع لفظی ہے ورنہ مفہوم میں دونوں قومیں متفق ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ گرونانک صاحب خدائے واحد کی پرستش کرتے تھے۔ اور ہماری طرح نماز گذارتے تھے۔ جسے چولا صاحب پر آپ لکھ کر سکھوں کو دے گئے ہیں ہمارا بھی یہی مطالبہ ہے کہ آپ صاحبان مسلمان ہرگز نہ بنیں نہ مسلمانوں سے کہا ئیں پئیں۔ نہ بڑا گوشت استعمال کریں نہ شادی رشتہ کریں۔ مگر اتنا ضرور کریں کہ گرونانک صاحب کیطرح حج کعبۃ اللہ کا کریں۔ فقیروں پیروں سے مستفیض ہوتے رہیں اور اپنے گرو صاحب کیطرح وہی طریق پرستش اختیار کریں۔ جو انہوں نے پسند کیا اور چولا صاحب میں لکھ گئے اور تناسخ اور ارواح وادہ کے بارہیں جو عقاید اسلام کے ہیں وہی تسلیم کریں جو گرونانک صاحب نے گرنتھ صاحب کے حصہ جپ جی صاحب میں لکھدیئے ہیں۔ بیشک آپ صاحبان جو ہیں وہی رہیں مگر اعمال گرونانک کے کریں اور عقاید ان کے ہی تسلیم کریں۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ گرنتھ صاحب سارے کا سارا گرونانک صاحب کی تحریر یا تصنیف ہے۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں کیونکہ آپ کے بعد جو دوسرے چند گرو گدی نشین ہوئے وہ بھی شبد بنا بنا کر گرنتھ صاحب میں شامل کرتے گئے۔ حتی کہ بعض شبدوں کے انجام پر نانک کا نام بھی لگا دیا گیا ہے جو گرونانک کی تصنیف ہرگز نہیں ہیں۔ اور اس بیان سے تمام سکھ صاحبان کا اتفاق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گرنتھ صاحب میں بعض شبد ایک دوسرے کے نقیض اور مخالف ہیں۔ لیکن طالب حق کیلئے فیصلہ کی راہ آسان اور نزدیک ہے اور وہ یہ ہے کہ **جپ جی صاحب** جسے سکھ صاحبان بطور نماز کے پڑھتے ہیں۔ اور ہزاروں کو یہ حصہ گرنتھ صاحب کا ورد زبان ہے۔ اس میں بوجہ تواتر تاریخی کے کوئی تحریف و تبدیل وقوع میں نہ آئی۔ لہذا ان اشعاروں میں آپ کوئی ایسا شبد نہ پاوگے جو تعلیم قرآن و اسلام کا مخالف اور مکذب ہو۔ ان دوسرے گدی نشین گروؤں کے بعض اشعار جو دور زمانہ اور پولیٹیکل حالات سے متاثر ہو گئے تھے باقی حصہ گرنتھ صاحب میں ایسے شبد ضرور موجود ہیں۔ جنمیں کہیں اسلام کی تائید اور کہیں تکذیب کیگئی ہے۔ مگر اول حصہ گرنتھ صاحب کا (جپ جی صاحب) گرونانک صاحب کی اصل تصنیف بلا کم و کاست ہے اور سکھوں ہر روز نماز میں دوہرانی پڑتی ہے اس میں کمی و بیشی وقوع میں نہیں آئی۔ لہذا گرونانک صاحب کے اصل عقیدہ کا حال اسی حصہ گرنتھ صاحب سے معلوم کرنا چاہیئے اگر اس طریق تطبیق کو تسلیم نہ کیا جاوے تو پھر کوئی عقلمند ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ ایک ہی سرچشمہ اور منبع سے دو نقیض حقیدے اور باہمی مخالفت رکھنے والے اشعار نکلے ہوں اور دوسرا طریق تطبیق کا یہ بھی ہے کہ گرونانک صاحب نے جو اوائل عمر میں اشعار بولے تھے انکا آخری عمر کے اشعاروں سے اختلاف ہے یہ اسلئے ہوا کہ آپ کی ابتدائی عمر گذرنیکے بعد جب آپ کو دور دراز اسلامی ممالک کی سیر کرنا پڑا۔ اور پیر و فقیر اور اولیاء اللہ کے مقابر پر چلہ کشی کرنی پڑی تو اس وقت آپکے خیالات اور اعتقادات پر انقلاب عظیم آگیا تھا اسلئے لازمی تھا کہ اوایل عمر کے شبد آخری عمر کے شبدوں سے مخالف ہوں۔ پس گرنتھ صاحب کے اشعاروں کے نقیض مضامین میں بعض جگہ جو اختلاف موجود ہے اسکی وجہ مذکورہ بالا وجوہات میں سے ایک نہ ایک وجہ ہے۔ اب ہم ذیل میں **جپ جی صاحب** کے چند اشعاروں سے گرونانک دیوجی کے دھرم کا پتہ لگاتے ہیں اور جپ جی صاحب ایسا ہی تحریف و تبدیل سے پاک ہے۔ جیسے چولا صاحب۔

روتناسخ

حکمی ہوون آکار حکم نہ کہیا جائی
حکمی ہوون جیئے حکم ملے وڈیائی
حکمی اُتم نیچ حکم لکھ سکھ دُکھ پائیئے
اکناں حکمی بخشیش اک حکمی سدا بھوائیئے

(گرنتھ صاحب جی آدی صفحہ ۱ جپ)

خدا کے حکم (کُن) سے مختلف صورتیں عطا کیجاتی ہیں۔ پھر اس حکم کی کنہ کو کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ خدا کے حکم سے ہی ارواح پیدا ہوتی ہیں۔ اور اسی کے حکم سے بزرگی اور مرتبت پراپت (حاصل) ہوتے ہیں حکم الٰہی سے ہی اعلیٰ اور ادنیٰ

طبقہ کے لوگ پیدا ہوتے ہیں اور اسی کے حکم سے لوگوں کو رنج و راحت نصیب ہوتا ہے بعضوں کو محض حکم (کن) سے عطیہ ملجاتا ہے بعض حکم الٰہی سے عمر بھر سرگردان ہو کر خاک چھانتے رہتے ہیں"

مذکورہ بالا شبدوں سے صاف ظاہر ہے کہ گرونانک صاحب ارواح یعنی جیو کو غیر مخلوق نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ خدا کی مخلوق یقین کرتے تھے۔ جو اسلام کی تعلیم ہے۔ پھر لوگوں کو ایکدوسرے پر بڑائی اور بزرگی عطا کرنا۔ اور کسی کو امیر کسی کو غریب بنانا۔ گزشتہ جون کے اعمال اور ارواح کے کرموں اور گنوں کا نتیجہ نہیں مردانتے۔ بلکہ کسی کو بادشاہ بنانا کسی کو غریب کر دینا خدا کی مرضی اور امر کن کے ماتحت عمل میں آرہے ہیں۔ پس صاف ثابت ہوا کہ گرونانک صاحب تناسخ اور ارواح کے انادی ہونیکے قایل اور معتقد نہ تھے جیسے کہ قرآن کی تعلیم ہے

دائمی نجات

نانک بھگتاں سدا وگاس
سنئے دکھ پاپ کا ناس
منے موہنہ چوٹا نہ کھائے
منے جم کے ساتھ نہ جائے

(گرنتھ صاحب۔ جپ صفحہ ۲-۳)

اے نانک خدا رسیدہ بزرگوں کو ہمیشہ کا آرام (جنت) ملجایا کرتا ہے۔ اور اس بات کو غور سے سن لو کہ ان کے دکھ اور پاپ گناہ اور عذاب کا ہمیشہ کیلئے ناش ہوجاتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ جنت میں رہتے ہیں

جو درحقیقت خدا پر ایمان لاتا ہے وہ خسران اور تباب سے محفوظ رہتا ہے اور جو مومن ہوتا ہے اس کا تعلق ملک الموت سے نہیں رہے گا۔ (لا یذوقون الا الموتۃ الاولی) یعنے جو خدا کے برگزیدہ مومن ہوتے ہیں وہ مرکر پھر ملک الموت کے ہاتھ سے بار بار کتے بلیاں بننے کیلئے موت کا عذاب بار بار نہ چکھیں گے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے اور قرآن کی تعلیم ہے کہ جنت دایمی ہے اور جو لوگ بہشت میں جاوینگے وہ ہمیشہ راحت اور خوشی میں رہینگے ان کے گناہ اور عذاب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مگر برعکس اسکے ہندوؤں اور آریوں اور سکھوں یہ خیال ہے کہ تناسخ ٹھیک ہے کہ ارواح کا مختلف قالبوں میں اوتار لینا اور بار بار مرنا جینا تناسخ کے عقیدہ کے مطابق جایز اور درست ہے مگر گرونانک صاحب نے بتلا دیا کہ یہ عقیدہ باطل ہے حق وہی ہے جو قرآن اور اسلام سکھاتا ہے۔ جو ہمنے جپ جی سے نقل کیا ہے۔

کُن فَیَکُوْن۔

کیتا پسا ڈیکو کواڈ۔ × تستے ہوئے لکھ دریاؤ
قدرت کون کہاں ویچار × وار یا نہ جاواں اک وار
جو تدھ بھاوے سائی بھلی کار × توں سدا سلامت نرنکار

(گرنتھ صاحب جپ صفحہ ۴)

خدا کے ایک کن سے یہ ساری کائنات وجود پذیر ہوگئی ہے اس سے بیشمار دریاؤ اور جو کچھ ان میں ہوتا ہے سب پیدا ہوگئے ہیں۔ کون ہے جو اسکی قدرتوں کا حد بست کر سکتا ہو کہاں ہر وہ شخص جو اسکی طاقت کا احاطہ کر سکتا ہے یا زعم میں بھی لا سکتا ہے۔ میں (نانک) تو اس قابل بھی نہیں ہوں کہ ایک دفعہ بھی اس پر قربان ہو سکوں یعنے میں ہیچ محض ذرہ بے مقدار ہوں۔ جو خدا کو منظور ہوتا ہے وہی دنیا میں ہوتا ہو یعنے جب تک کوئی امر آسمان پر طے نہ ہو لے زمین پر بھی نہیں ہو سکتا۔ اے نرنکار تو اپنی طاقتوں اور اوصاف میں ہمیشہ یکساں اور زوال اور تغیر و تبدل سے پاک ہو یعنے اسکی صفات ازل سے یکساں کارگر ہیں ان میں سے کسی صفت تکلم یا سمع یا بصر کو تعطل جایز نہیں ہے۔

اب اس بیان سے ظاہر ہوا کہ ارواح اور مادہ عالم محض سے خدا کے ایک کن سے وجود پذیر ہوا ہے اسکی قدرتوں کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا (لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار) اور خدا کی حکومت زمین و آسمان میں جاری و ساری ہے اور خدا حی و قیوم سمیع و بصیر اور متکلم ہے۔ ایسا نہیں کہ وہ آریوں کے ایشور کیطرح اب وہ بے زبان ہو گیا ہے اسی طرح اور بہت سے شبد ہیں جو قرآن شریف کی آیتوں کا ہو بہو ترجمہ ہیں۔ اور کوئی مضمون گرنتھ صاحب کا ایسا نہیں ہے۔ جو قرآن میں بالتصریح اور اعلےٰ پیمانہ پر بیان نہ کیا گیا ہو۔ اور ہم علے الاعلان دعوی کرتے ہیں کہ گرنتھ صاحب کے خاصکر علاوہ شلوک اور نصیحتیں قرآن شریف سے لیکر ترجمہ کیگئی ہیں اور ممکن نہیں کہ کوئی سکھ و دوان سردار کوئی ایسی نصیحت گرنتھ صاحب سے نکالکر پیش کر سکے جو قرآن شریف میں وہی یا اس سے بہتر موجود نہ ہو یہ اسلئے ہے کہ گرونانک صاحب قرآن شریف سے فیض یافتہ تھے۔ پھر قرآن شریف کو ترک کر کے اور کہاں سے سیکھکر بیان کر سکتے تھے۔

مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہائے
ہوئے مسلم دین نہانے من جیون کا بھرم چکائے

(گرنتھ صاحب صفحہ ۱۹۲۔ شلوک محلہ ۱)

مسلمان کہانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اپنی تمام خواہشوں اور ارادوں کو خدا کی رضا پر قربان کر دینے کا نام اسلام ہے سو جو کوئی سچے دل سے قولاً و فعلاً ایسا کر کے دکھاتا ہے وہی مسلمان ہے۔ پس جو کوئی اس طریق سے سچ مچ خدا کا فرمانبردار ہو جاتا ہے وہ مرنے جینے کے چکر اور اواگون یعنے تناسخ کے اوہام باطلہ سے رہائی پا جاتا ہے

Digitized by Khilafat Library

حضرت مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی گرنتھ صاحب میں

آپ صاحبان تعجب کرینگے کہ حضرت مرزا صاحب جو مثیل مسیح یا مثیل عیسےٰ کی پیشین گوئی صریح الفاظ میں گرنتھ صاحب دسویں بادشاہی میں موجود ہے ایک بھائی گورداس میں بتلائی گئی ہے۔ جو ہدیہ ناظرین ہے

پُن راچھس کا کا ماسیسا
سری اسکیت جگت کے عیسیٰ
بوہ پن گگن سے بھئی
سبھن ان ودھائی دئی
دھن دھن لوگن کے راجا
دشٹن واہ غریب نواجا

ترجمہ:۔ ایک شریف النسل سردار جو بڑا بہادر ہوگا۔ اور جگت کے عیسیٰ ہونیکا دعویدار ہوگا۔ اس کا ایک دشمن دینی (لیکھرام) سے مقابلہ اور مباہلہ ہوگا جس میں جگت کا عیسیٰ! (یہ الفاظ حضرت اقدس ؑ کو بایں لفاظ الہام ہوئے ہیں یا مسیح الخلق عدوانا) فتحمند ہو کر دشٹ کا سر کاٹ ڈالے گا۔ اور اس فتح اسلام پر لوگ آپ کو مبارکباد دینگے جیسا کہ ۱۸۹۷ء کو واقعہ ہوا۔ سکھوں کا یہ کہنا کہ عیسیٰ سے مراد ایشور لینگے بالکل بیجا اور دور از عقل و قیاس ہے۔ کیونکہ عیسیٰ نبی کا نام ایسا مشہور اور معروف ہے جسے کوئی ضدی ناخواندہ کے انکار نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں یہ بھی ظاہر ہے کہ خدا کا کسی دشٹ سے بدہ یا کشتی نہیں ہوا کرتی۔

مغرب میں ہمارا مسیحا کا نام ضرور روشن ہوگا

جب تک جناب خواجہ صاحب ہندوستان میں لیکچر دیتے رہے تب تک تو ہمیں یہ تسلی دیتے رہے کہ میں ایک خاص سکیم پر کام کر رہا ہوں اور چند سال کے اندر اندر تمام ہندوستان کے تمام غیر احمدی مسلمانوں کو احمدی بنا دونگے۔ مگر خدا کی قدرت باوجود اتنے سال تک انڈیا میں کام کرنے کے کوئی غیر احمدی بھی آپ کے لیکچر سنکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان نہ لایا۔ پھر جب مسئلہ کفر و اسلام کا شور برپا ہوا۔ تو آپ نے اس امتیاز کے نشان کو بھی لوگوں کے سامنے پہلے گول الفاظ میں پیش کرنا شروع کیا۔ تاکہ لوگ آپ کے لیکچر سنکر تعریف کرتے رہیں۔

آخر جب آپ انگلستان پہونچے تو ہمارا دل امیدوں سے پر تھا۔ کہ اب ہمارے خواجہ صاحب اسلام کو مسیح موعود کا زندہ نمونہ پیش کر کے زندہ کرینگے اور مغرب کو مسیح موعود کی آمد سے آگاہ کریں گے جسکے تم انتظار میں تھے وہ آچکا ہے مگر افسوس آج ہماری تمام امیدوں کو مایوسی سے بدل دیا اور صفحت میں فریب جماعت احمدیہ کا روپیہ جو سالانہ احمدیوں کو کیا معلوم تھا کہ یہی خواجہ صاحب انگلستان میں پہونچکر احمدیت کو جو حقیقی اسلام ہے۔ سم قاتل کے نام سے یاد کریں گے۔ اور انکے لاہوری درست حلف طور پر اعلان کر دینگے کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں۔ افسوس صد افسوس خواجہ صاحب اور ان کے رفقا کے انصاف پر خواجہ صاحب نے اپنی روانگی کے دن احمدیہ بلڈنگس کی حسینی مسجد میں مغرب کی نماز کے بعد تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود کو مانے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ الفاظ ہیں جنپر آپ نے بڑا زور دیا تھا اور جو آج تک ہمارے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ اور کئی دوسرے دوستوں کو بھی یاد ہوں گے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اگر خواجہ صاحب کا حافظہ تیز ہوتا تو ہم ضرور ان کو یہ الفاظ یاد دلاتے کہ اس وقت آپنے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا موجب نجات یقین کر رکھا اور یہی ایمان لوگوں کے روبرو ظاہر کیا تھا۔ اور آج جزو ایمان ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں آپ احمدیت کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے

کیا آج لوگوں کو ایمان اور نجات کی ضرورت نہیں۔ اگر ہے تو پھر لوگوں کو جہنم سے بچانیکے لئے عذاب الٰہی سے نجات دلانیکے لئے خدا کے پیارے مسیح کے دعاوی کو پیش نہیں کیا جاتا۔ خیر اب تو رنگ ہی بدل گیا ہے۔ وہ زمانہ ہی گذر گیا۔ اب تو خواجہ صاحب نے فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ میں انگلستان میں رہکر احمدیت کے متعلق کچھ نہیں کرونگا۔ اور یہ الفاظ ہماری طرف سے نہیں بلکہ انہی کے ایک نئے غیر احمدی یار غار قاضی سرفراز حسین خان کی اس مراسلت میں پائے جاتے ہیں جو انہوں نے پچھلے دنوں پیسہ اخبار میں بغرض اشاعت بھیجا تھا۔ خواجہ صاحب کے ہاتھ پر کو احمدیت کا فیصلہ ہو چکا۔ آخر زبان قلم سے وہی نکلا۔ جو کئی سال سے آپ کے دل میں مخفی تھا۔ مگر کیا کوئی انسان جو متقی ہو یہ گمان کر سکتا ہے کہ خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس امانت میں خیانت کر کے کبھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ایک ڈرپوک انسان اپنے حیلوں سے ممکن ہے کہ بظاہر ایک دو دفعہ کامیاب ہو جاوے۔ اور لوگوں کے مطلب کی باتیں کہکر انکی خوشنودی حاصل کر کے ان کو اپنا گرویدہ بنالے مگر العاقبۃ للمتقین کے مطابق حقیقی اخلاقی جرأت سے کام لینے والے مومن ہی منظفر و منصور ہوا کرتے ہیں

اللہ تعالےٰ کی عجب حکمت ہے جس دن سے خواجہ صاحب نے اپنی اصلی خیال سے پبلک کو آگاہ کیا ہے۔ اسی دن سے آپ پر مطالبات کا دروازہ کھل گیا ہے اور غیر احمدی اصحاب کے دل میں بھی جو عرصہ دو سال سے نہایت بیقراری میں انتظار کر رہے تھے۔ اپنے آدمی بھیجنے کا خیال پیدا ہو گیا ہے اور اب چندہ کے روپے کے علاوہ احمدیت کے متعلق خواجہ صاحب سے سوال کیا جاتا ہے۔ جس کا جواب خواجہ صاحب دے چکے ہیں۔ کفارہ کا مسئلہ تو آپ پہلے ہی طے کر چکے تھے۔ اب تو جگڑا ہی درمیان سے اٹھ گیا۔

دوسری طرف ہمارے چوہدری فتح محمد صاحب نے ان سے علیحدگی اختیار کی ہے۔ اور مسیح موعود کے دعاوی کا ذکر شروع کیا ہے۔

اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ خدا تعالیٰ بالآخر کیسے کامیاب کرتا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود کا نام چھپانے والے اور آپ کو روپیش سرسید احمد صاحب کیطرح ایک قسم کا غلام سمجھنے والے خوب کان کھولکر سن لیں کہ وہ ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے آئے تھے۔ اگرچہ آپ کا نام آپ کی وفات پر صرف عرب میں گردونواح کے ایک دو ملکوں تک ہی محدود تھا۔ مگر بعد میں تمام دنیا میں روشن ہوا۔ اسی طرح **بروز محمدؐ مثیل مسیح کا نام** ایک دن دنیا کی تمام اطراف و اکناف میں بلند ہوگا

Digitized by Khilafat Library

خدا کی غیرت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ وہ راستی کے فرزند جو اپنی زندگی کا ہر ایک سیکنڈ اسی کے نام کے بلند کرنے میں خرچ کرتے ہیں اور رات دن اسی دھن میں لگ کر اپنے تمام عیش و آرام کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ تاریکی میں رہیں۔ مسیح ناصری جو محض بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کیلئے آیا تھا۔ جب اس کا یہ حال ہے کہ آج اس کے ظاہرہ نام لینے والے تمام دنیا کے شہنشاہ ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ محمدی مسیح کا نام جو اپنے آقا کیطرح تمام دنیا کیلئے تھا دنیا میں روشن نہ ہو پیارے دوستو خوب یاد رکھو آخر ہمارے پیارے کا نام روشن ہوگا۔ تم تو اس کے منور چہرہ کو بزدلی اور کمزور پالیسی کے بادلوں سے چھپا کر اس کے نور سے فائدہ اٹھا کر اپنی تعریف کرانی چاہتے ہو۔ مگر اسکی تیز گرمی ان تمام بادلوں کو کافور کر دیگی اور اسکی شعاعیں ایشیا چھوڑ یورپ اور امریکہ میں پہونچیگی۔ حتیٰ کے افریقہ کا سب براعظم بھی اسکی روشنی سے منور ہو جاویگا۔ سارک میں وہ لوگ جو آج میکسی کی حالت میں منحن انصار اللہ کا نعرہ بلند کر کے اس منشاء الٰہی کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالےٰ راستہ میں جہاد کرتے ہیں

کلام حقانی

تحریر اور محرر کی دو دو باتیں

عہد نو سے تیرے پیمان شکستہ بولے
لے تیرے سر پہ بھی اب تیشۂ بیداد آیا

آلٹی میٹم کو کہا صلح کا پیغام اس نے
فصل کو وصل بنا کر ستم ایجاد آیا

ناز ہے ایک۔ مکر نا تیرا۔ اے مایۂ ناز
کیا ہوا حرف وفا گر نہ تجھے یاد آیا

پر نوشتہ تیرا اک پیرہن کاغذ میں
دہن بستہ سے کرتا ہوا فرماد آیا

کیوں بغاوت کی جگہ نقش اطاعت کھینچا؟
کیوں نہ بندے کی جگہ بندۂ آزاد آیا؟
لکھ دیا غیر نبی کو جو نبی اور رسول
میرے راقم کو نہ اسوقت خدا یاد آیا؟
اپنی تحریر سے وہ شوخ بگڑ کر بولا
طبع زادوں میں یہ غارتگر بنیاد آیا

تو سیہ رُو ہے تیری ذرہ بھی تنویر نہیں
عقل تجھکو نہیں تو صاحب تدبیر نہیں
ہم نے کب صاف کہا غیر نبی مرزا کو
ایک پہلو کی تو پیغام کی تصویر نہیں
وہ رسول ایسا ہو کافر نہیں اسکے کافر
صاف عقیدہ ہے کوئی زلف گرہگیر نہیں
غیر کافر بھی ہو اپنی رسالت بھی نہ جانے
ایسی تجدید سے بہتر کوئی تدبیر نہیں
یوں بھی دیکھو تو مسلمان کہاتے سب ہیں
ملک اسلام کسی فرقہ کی جاگیر نہیں!
مدعا اپنا ہے تسخیر بتان یورپ
اب تو جایز کسی کافر کی بھی تکفیر نہیں
ہے زمیں گول۔ تو جو سمجھو۔ پونڈ بھی گول
بات بھی گول ہو سب حاجت تفسیر نہیں
احمدیت کا اگر نام لیا دو کنگ میں
ٹوٹ جاتے ہیں طلسمات کے تاخیر نہیں
احمدیت ابھی پردے میں ہے یورپ میں
یوں تو وہ نور جہاں ہے پہ جہاں گیر نہیں
ہم نے مانا کہ ہے رنگین سخن حقانی
رنگ یورپ میں جمائے یہ وہ تقریر نہیں

اطلاع ایڈیٹر صاحب الحکم ایک دور دراز جگہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ الحکم فنڈ سخت کمزور ہو رہا ہے اور بورڈ آف ٹریسٹیز کو فکر مند کر رہا ہے۔ اس واسطے بقایا دار اپنے بقائے کو صاف کریں

اور

جدید خریدار مہیا کرنے کیلئے کوشش فرمادیں تاکہ الحکم شماتت اعداء سے بچے۔

(مینجر)

حامد کی نصیحت

یہ نظم گو پہلے بھی اشتہار کے رنگ میں شایع ہو چکی ہے۔ لیکن مناسب موقعہ دیکھکر شایع کیجاتی ہے اور وہ نظم جسکا اعلان کیا گیا ہے۔ وہ دوسری چیز ہے۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library

مسیحا سے جب تک صفائی نہ ہوگی
بلاؤں سے ہرگز رہائی نہ ہوگی
بھلوں کو بڑا کہنا اچھا نہیں ہے
برائی سے سُن لو بھلائی نہ ہوگی
خدا کے ہیں مرسل مسیحائے موعود
بغیر اُن کے اب حق نمائی نہ ہوگی
اگر تم نہ مانوگے اُن کی نصیحت
وہ آئے گی شامت کہ آئی نہ ہوگی
یہ سن لو اڑے وقت ہیں آنے والے
وہ پاؤگے تکلیف پائی نہ ہوگی
ہیں طاعون نے اب تو ڈیرے جمائے
مگر اس سے جب کچھ صفائی نہ ہوگی
خدا کے نشانوں کی تحقیر کرنا
سنو اس میں کچھ بہتر ائی نہ ہوگی
چلو اب نہ بے راہ جب راہ نما ہے
پھر ایسی کبھی راہ نمائی نہ ہوگی
دکھاتے ہیں وہ راہ تم کو مسیحا
کسی نے کبھی جو دکھائی نہ ہوگی
مذاہب میں باہم وہ جنگ و جدل ہے
کہ ایسی کبھی پھر لڑائی نہ ہوگی
چلاتے ہیں وہ تیغ اس میں مسیحا
کہ ایسی کسی نے چلائی نہ ہوگی
پھرے بھاگتا ان سے ہر سو ہے باطل
ہے وہ مار کھائی کہ کھائی نہ ہوگی
ہوئے فوت جیسے ہوا زندہ اسلام
اب آگے کو ان کی خدائی نہ ہوگی
یہ اسلام کے غالب آنے کے دن ہیں
کسی کو بھی اس پر بڑائی نہ ہوگی
مسیحا کو نصرت ملے گی وہاں سے
کہ ملکہ کو واں تک رسائی نہ ہوگی
خدا بگڑی امت بنائے گا ایسی
کہ بگڑی ہوئی یوں بنائی نہ ہوگی
تمہارے بھلے کی یہ باتیں ہیں ساری
کبھی ایسی پھر خیر خواہی نہ ہوگی
ابھی وقت ہے چھوڑ دو بغض و تعصب
سلامت رہوگے تباہی نہ ہوگی
مسلماں مسلماں مسلماں بنو! تم
قیامت کے دن روسیاہی نہ ہوگی
ملیگی سعادت تمہیں دو جہاں کی
وہ پاؤگے عزت کہ پائی نہ ہوگی
کرو دیں کی خدمت مسیحا کی مانو
بغیر اس کے حاجت روائی نہ ہوگی
یہ مطلب کی باتیں ہیں کام آنے والیں
کہا مانو! تو جگ ہنسائی نہ ہوگی
نہیں باز آتے تو سچ مجھ سے سن لو
کہ ایسی کسی نے سنائی نہ ہوگی
دعائیں کرو لاکھ تم سر کو پیٹو!
بجز ان کے مشکل کشائی نہ ہوگی

دارالامان کا ہفتہ۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اب بحمد اللہ بہت اچھی ہے۔ (۲) حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۳) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۴) حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۵) حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۶) حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۸) حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۹) حضرت صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحی صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالقادر صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۳۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۳۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۳۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۳۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۳۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۳۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۳۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۳۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۳۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۳۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۴۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۴۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۴۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۴۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۴۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۴۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۴۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۴۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۴۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۴۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۵۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۵۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۵۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۵۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۵۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۵۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۵۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۵۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۵۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۵۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۶۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۶۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۶۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۶۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۶۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۶۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۶۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۶۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۶۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۶۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۷۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۷۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۷۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۷۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۷۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۷۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۷۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۷۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۷۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۷۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۸۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۸۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۸۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۸۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۸۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۸۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۸۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۸۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۸۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۸۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۹۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۹۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۹۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۹۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۹۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۹۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۹۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۹۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۹۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۹۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۰۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۰۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۰۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۰۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۰۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۰۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۰۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۰۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۰۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۰۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۱۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۱۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۱۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۱۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۱۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۱۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۱۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۱۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۱۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۱۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۲۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۲۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۲۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۲۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۲۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۲۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۲۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۲۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۲۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۲۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۳۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۳۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۳۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۳۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۳۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۳۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۳۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۳۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۳۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۳۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۴۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۴۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۴۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۴۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۴۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۴۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۴۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۴۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۴۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۴۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۵۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۵۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۵۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۵۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۵۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۵۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۵۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۵۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۵۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۵۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۶۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۶۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۶۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۶۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۶۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۶۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۶۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۶۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۶۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۶۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۷۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۷۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۷۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۷۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۷۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۷۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۷۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۷۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۷۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۷۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۸۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۸۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۸۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۸۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۸۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۸۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۸۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۸۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۸۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۸۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۹۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۹۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۹۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۹۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۹۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۹۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۹۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۹۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۹۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۱۹۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۰۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۰۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۰۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۰۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۰۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۰۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۰۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۰۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۰۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۰۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۱۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۱۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۱۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۱۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۱۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۱۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۱۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۱۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۱۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۱۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۲۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۲۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۲۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۲۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۲۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۲۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۲۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۲۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۲۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۲۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۳۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۳۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۳۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۳۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۳۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۳۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۳۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۳۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۳۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۳۹) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۴۰) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۴۱) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۴۲) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۴۳) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۴۴) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۴۵) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۴۶) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحیم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۴۷) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالکریم صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۴۸) حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی طبیعت بھی اچھی ہے۔ (۲۴۹) حض

تائید غیبی

نقل خط آمدہ از ریاست منی پور اسام

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خدمت حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ

والسلام۔ عرض ہے کہ ڈاکٹر ولیل الدین احمد عرف رامانند

برہمن ولد جوالا رام برہمن ساکن صدر پور ضلع سری نگر ضلع

گرداسپور مال فوت ہوتے وقت وصیت ایکہزار روپیہ کر گئے

تھے۔ سو ایک برس میں مقدمہ طے ہوا۔ جو کول صاحب

بہادر ریذیڈنٹ نے روپیہ وصول کر کے گورداسپور کے

ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی معرفت حضور کے نام آج

۲۲ جون ۱۹۱۴ء کو روانہ کیا ہے۔ اور خالف نہیں چاہتے

تھے کہ وصول ہو۔ اور حافظ شریف صاحب نے بہت

کوشش کی ہے اور اہلیہ ڈاکٹر صاحب نے تین سو روپیہ

اپنے گلے کا ہار فروخت کر کے دیا ہے اور قریب چالیس

روپیہ مقدمہ میں انجمن احمدیہ کا صرف ہوا ہے۔ اور مقدمہ

کا کاغذ محمد اسمٰعیل خان و عبدالمجید خان ملازمان پلٹن ۱۷

موصی مرحوم کی طرف سے پیش ہوا تھا۔ غلام محمد ڈاکٹر

ہائی سکول میں مشاعرہ

ہائی سکول قادیان کے طلباء کو تقریر و تحریر کی مشق کرانے کے لیے یہاں مختلف جماعتوں کیلئے لٹریری سوسائٹیاں قایم کیگئی ہیں۔ وہاں تین ہفتہ کے بعد طلباء کی دلچسپی کیلئے ایک مجلس مشاعرہ بھی قایم کیجاتی ہے۔ چنانچہ بتاریخ ۲ جون ۱۹۱۴ء زیر صدارت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب ہائی سکول کے کمرہ میں ایک مشاعرہ ہوا۔ مسٹر محمد عبدالقادر صدیقی سٹوڈنٹ ففتھ ہائی کلاس کی نظم اول نمبر پر رہی افسوس ہمال غلام فرید صاحب مصور نے بجائے خوش کرنیکے حاضرین جلسہ کو مایوس کیا۔ اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ موزوں طبع ہونا ہے پہلے بسم اللہ میں پر میں بھی مسمل ہوں"

سمجھے پر واہ ہی کیا ہے گر مقرر لاکھ قاتل ہوں
کہ میں اس راہ الفت میں تو اپنی جاں سے بیدل ہوں

میرے دلمیں لگا ہے تار گھر کھٹ کھٹ ہمیشہ ہے
کہاں ہو سکتا ہے یہ یار کی خبروں سے غافل ہوں

مؤثر ہو کے نالے سے بنی ہیں بلبلیں ہم رنگ
وہ ہیں پیغامبر جس کے وہ میں شوریدہ حنادل ہوں

جفا کیجے ستم کیجے کہ یاد آشنا ہوں میں
وفا کیجے رحم کیجے اگر میں اس کے قابل ہوں

ادا کیوں کر کروں میں شکر حق باری تعالیٰ میں
ہوئی ہے پہلے بسم اللہ جس پر میں بھی بسمل ہوں

سمجھ سکتا نہیں ہرگز حقیقت کو میری واعظ
ادھر رندوں میں شامل ہوں ادھر مولیٰ سے واصل ہوں

میری آہوں کے اخگوں کو تماشا کیوں بناتے ہو
میرے پاسنگ میں مجنوں ہو کیوں کیا میں بھی محمل ہوں

پتہ دیتی ہے میری اضطرابی کا ہوا کچھ کچھ
گواہی دیگا سینہ چاک گل میں کس کا گھایل ہوں

فقط ہے ارزو صورت کی تیری اے میرے مولیٰ
نہ میں جنت کا خواہاں ہوں نہ میں حوروں کا سایل ہوں

چھپی ہے ساری موجودات دنیا اک لعبارت میں
نظر آجاتا ہے سب کچھ وہ جاہل ہوں کہ عاقل ہوں

خدارا بس کرو یہ رمز کی باتیں سعید اب تم
اٹھا جاتا ہے پردہ دو جہاں کا گر یہ مایل ہوں

ایک نعمت

دق۔ سوزش حلق۔ دمہ کے مریضوں کے لئے ایک بڑی نعمت !!!!!!!!!!!!

کاتنک گولیاں درحقیقت مذکورہ بالا امراض کا فوراً خاتمہ کر دیتی ہیں اور پھیپھڑوں کی امراض کا مجرب علاج ہیں۔ حلق کی خرخراہٹ آواز کے بھدے پن اور دوسری تمام شکایات جو موسم کی تبدیلی یا سردی کے جانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے بالکل دور ہو جاتی ہیں۔ گویوں کیلئے بڑا پے میں اپنی آواز برقرار رکھنے کیلئے بہت ضروری ہیں۔

قیمت فی ڈبیہ یعنی گولیاں ایک روپیہ (ع م)

پتہ۔ ویدشاستری منی شنکر کودندجی اتنگ نگرہ فارفیسی جام نگر کاٹھیاواڑ سے منگائیں۔

ہزار ہزار شکر ہے

اس دیانتدہ پرماتمن کا جسکی مہربانی سے امرت دھارا نے تھوڑے عرصہ میں اس قدر شہوری حاصل کی ہے کہ امرت دھارا بلڈنگس کے اندر ایک خاص ڈاک خانہ بنام "امرت دھارا" ڈاک خانہ کھولا گیا ہے۔ امرت دھارا کارخانہ کے پاس سے جو سڑک گوال منڈی کو نکالی گئی اس کا نام امرت دھارا روڈ رکھا گیا ہے۔ کارخانہ امرت دھارا کی ادویات کے متعلق تمغہ ملے۔ سارٹیفکٹ ملے اور ہر جہار طرف سے امرت دھارا امرت دھارا کی ہی آواز آتی ہے

علاوہ امرت دھارا کو اپنی بڑھتی ہوئی ضرورت پورا کرنے کیواسطے ایک اور بڑے وسیع مکان کی ضرورت ہوئی تھی سو اسکے فضل و کرم سے نہایت خوبصورت تیار ہوا ہے۔ اس

"امرت دھارا" بھون کی افتتاحی رسم

ایسٹر الیف ڈبلیو کینوے صاحب آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر لاہور کے ہاتھوں مئی سنہ ۱۴ ع ۱۹ کو

شہر لاہور بلکہ پنجاب کے بھی اکثر معززین کے بڑے مجمع کے اندر ادا ہوئی

جسمیں آنریبل رائے بہادر سر ڈاکٹر رتن چند جی آئی ای سابق جج چیفکورٹ پنجاب اور خان بہادر آنریبل میاں محمد شفیع صاحب لائی سی طلابت کے متعلق اعلے تقاریر ہوئیں

اس بے نظیر خوشی کے اظہار میں

اور اپنے ہزاروں گراہکوں کو بھی شامل کرنے کیواسطے اعلان کیا جاتا ہے

کہ ۲۷ مئی سنہ ۱۴ ع ۱۹ سے ۲۴ جولائی تک امرت دھارا و کارخانہ کی دیگر کل ادویات و کتب ۳/۴ قیمت پر ملیں گی یعنی

۳/۴ قیمت فی روپیہ چار آنے کی رعایت ہوگی ۳/۴ قیمت

مہربانیں جن کے پاس ہوں جلدی طلب فرماویں۔ ایک پیسہ کا کارڈ دفہ رستوں کیواسطے لکھنے سے سب پہنچ جاویں گی ہر

شہد دوائی امرت دھارا کی بڑی شیشی ۱۴ عہ میں اور نمونہ کی چھوٹی شیشی آٹھ آنہ کی بجائے چھ آنے میں ملیگی جن اصحاب کو کسی علت سے ابھی تک آرام پانے کا موقع نہیں ہوا ان کیواسطے اچھا وقت ہے۔ رسالہ کامدھرتی شاستر بھی ۳/۴ قیمت یعنی پانچ روپے (صد) کی بجائے تین روپے بارہ آنے (۱۴) میں ملیگا۔ جو کبھی ایسا نہیں ہوا ہے

کارخانہ امرت دھارا کی عنایت ایک نعمت ہوئی ہے فائدہ اٹھایئے

خط و کتابت کا پتہ صرف ذیل لکھنا نہ بھولیں

امرت دھارا - لاہور

عرق پودینہ

یہ عرق پودینہ کی ہری پتیوں سے بنا ہے اور اس کا رنگ اور خوشبو تازی پتیوں کی سی ہے۔ بدہضمی پیٹ پھولنا۔ ڈکار آنا متلی و ریاح وغیرہ کو دور کرتا ہے بچوں کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی دوائی نہیں قیمت فی شیشی ۸ر محصول ڈاک ایک سیر تک ۴

ڈاکٹر ایس کے برمن تاراچند دت نمبر ۵ و ۶ اسٹریٹ کلکتہ

ایک ضروری اعلان اور یکصد روپیہ نقد انعام!

غور کریں

ناظرین و ملاقاتیکن کی خدمت میں التماس ہے کہ یکصد روپیہ اس کو انعام دیا جائیگا جو نایاب ایجن کو ۲۴ شدید کے بیماریوں میں سے صرف پانچ بیماری غیر مفید ثابت کردے یا آپنے اب تک کوئی اس قسم کا اشتہار جو اس قسم کا دعوی رکھتا ہو دیکھا ہے؟ کہ اگر یہ سرمہ غیر مفید ثابت ہو تو یکصد روپیہ انعام دیا جائیگا اسلئے کوئی بھی سرمہ ہمارے نایاب ایجن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں خدا کی قسم دیکر آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپکی آنکھوں میں کوئی مرض ہے تو آپ کا خطر سے دل جم سکے تسلی کرلیں اور بذریعہ خط و کتابت یہ فیصلہ کر سکتے ہیں پھر اگر غیر مفید ثابت ہو تو بذریعہ عدالت کے بھی انعام لے سکتے ہیں۔ اور اگر آپ اس قدر بدظن ہو رہے ہیں کہ نایاب ایجن کو بھی فضول ہی جانتے ہیں تو خدا کی قسم آپ یقین جانے کہ پھر آپ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بدقسمت اور بدنصیب ہے۔ پھر سخت بیوقوف اور احمق وہ نادان ہے، جو باوجود غنی اور دولتمند ہونیکے گوز جہان بینی اپنی آنکھوں کیلئے نایاب ایجن نہیں منگانا چاہتا۔ ہاں اگر رقم کے ضایع ہو جانیکا اندیشہ ہو تو وہ اپنی ہر طرح سے تسلی کر سکتا ہے۔ آپکو فایدہ پہونچانیکے نایاب ایجن کی قیمت عوام کیلئے ہمنے تین روپیہ کر دی ہے جو دکھتی آنکھوں کو ایک سلائی سے آرام دیتا ہے ہمیشہ دکھتی رہنے والی آنکھوں کیلئے تریاق ہے۔ آنکھوں میں لگتا نہیں بے تکلیف ہر مرض کو منٹوں اور گھنٹوں میں دور کر دیتا ہے سرخی چشم اور گلی سڑی آنکھوں کیلئے اکسیر ہے اسکے استعمال سے آنکھوں کے تمام امراض دور ہو جاتے ہیں یہ ایجن (سرمہ) ایسا نہیں کہ صرف چند ایک آنکھہ کی مرضوں کو دور کرتا ہو بلکہ ہر مرض کے دور کرنے کا شرطیہ علاج ہے کوئی ایسی مرض نہیں جو اس کے استعمال سے دور نہ ہو سکتی ہو۔ ان بیماریوں کو دور کرنیکا ہمارا نظریہ نہیں کہتا۔ آنکھوں کا دکھنا۔ بچوں کی آنکھوں کا دکھنا۔ کگرے۔ آنکھ کا درد۔ ٹیس۔ سرخی چشم۔ ناخونہ۔ ضعف نگاہ پانی بہنا۔ پڑیال۔ رتوندنا۔ ابتدا موتیابند۔ پلکوں کے بالوں کا گرنا۔ خارش چشم۔ پلکوں کا گلجانا۔ پیپ نکلنا۔ پلکوں کا آپس میں چمٹنا۔ رطوبت پانی بہنا۔ آنکھوں کا پرآب رہنا۔ آنکھوں میں بہت کنکر معلوم ہونا۔ آنکھوں کا تھک جانا۔ روشنی میں آنکھوں کا نہ کھلنا۔ جالا۔ پھولا وغیرہ وغیرہ (حکیم بصری فضل احمد خوشنویس قادیان دارالامان ضلع گورداسپور) اصلی قیمت پچاس روپیہ رعایتی قیمت فقط تین روپیہ

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب

ہوتا ہے بچہ اگر تندرست نہ ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس امیلشن دینا چاہیے اسکے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے، استعمال چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ بون منجر فیجرنگ کمیسٹس لندن

سچائی کا جھنڈا

اشتہارونکی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل زمانہ کہہ رہی ہے کہ الامان کیونکہ ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے **معجون طلسمی** قوائے تناسل کیوجہ سے ان دنوں مختلف بیماریوں کیوجہ سے عام طور پر شکایت سنی جاتی ہے میں نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایات کیلئے انشاء اللہ مفید ہے اول نمونہ مفت منگایئے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے قیمت فی بکس ۴

طلائی طلسمی پیرانہ سالی کیوجہ سے اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہونچتی ہے ہمارا اس طلائی سے فایدہ اٹھائیں انشاء اللہ وہ ضرور اس کو مفید پائینگے۔ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی بکس ۸ر

سفون دنداں دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴ر

حکیم محمد حسین ولد حکیم سردار حسین مالک کارخانہ احمدیہ ملبہ گڈہ ضلع ہوشیارپور

علاوہ روپیہ جگہ یا جملہ شیشیوں کے پیشگی تمام دواخانہ فروش فروخت کرتے ہیں
ڈوان پی۔ ماوہ پاکس ۲۰ بمبئی کے پاس سے
ڈوان کا مرہم (ڈوانس اینٹ سنٹ) ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش یکلخت دور ہو نرنا کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت تو یک ہی ڈبیا چھاجن یا بسے ہر قسم کی کل اوائی یا خونی اسرخ باوہ ہکھرا وا کیزہ چنبل۔ داد۔ دھدر وغیرہ کی سب طرح کی سوزش گلین۔ پشور۔ تاور خارش وغیرہ کو بہت جلد ہی ہمیشہ کیلئے دور کر دیتا ہے یہ بھی شفا بخشنے کے لئے کافی ہے۔ تمام دواخانہ کے پاس قیمت عموماً دو روپیہ فی ڈبیا